عیدالاضحیٰ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 17 جولائی 2021ء | 06 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 169

ارشادِ باری تعالیٰ

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الحج:38)

ترجمہ: ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اُس نے تمہارے لیے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’آج ہم عید الاضحیٰ جسے عید قربانی بھی کہا جاتا ہے منا رہے ہیں۔ مکے میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں بھی مسلمان لاکھوں جانور آج ذبح کر رہے ہیں اور کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گو یہ جانوروں کی قربانی عبادت کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور وہ لوگ جو عمرہ اور حج نہیں بھی کر رہے لیکن توفیق رکھتے ہیں ان کے لیے بھی قربانی کے جانور ذبح کرنا ایک اچھی بات ہے لیکن اگر تمہاری قربانیاں صرف دنیاداری اور دکھاوے کی قربانیاں ہیں اور ان میں وہ روح نہیں جو ایک متقی میں ہونی چاہیے تو پھر یاد رکھو تمہاری قربانیاں بے فائدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی خون کا پیاسا نہیں ہے، بھوکا نہیں ہے کہ لاکھوں جانوروں کے خون اور گوشت کی اسے حاجت ہے اور پھر وہ ان لوگوں کو جو اس کی یہ حاجت پوری کریں خوش ہو کر جنت کی بشارت دیتا ہے۔ اُس کو تو کوئی ضرورت نہیں اس چیز کی۔ پس اگر کسی کا دل تقویٰ سے خالی ہے تو قربانی کے نام پر تم درجنوں جانور بھی ذبح کر دو یا کسی ملک میں لاکھوں جانور بھی ذبح ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں بن سکتے۔

پس ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کی روح سے کی گئی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس ظاہری قربانی میں دل میں تقویٰ رکھنے والے کا یہ اظہار ہے اور ہونا چاہیے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں اور جس طرح یہ جانور جو انسانوں کے مقابلے میں بہت معمولی چیز ہیں اس لیے ان کی قربانی دی جارہی ہے، ایک ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جا رہا ہے اسی طرح میں بھی اس قربانی سے سبق لیتے ہوئے اپنے سے اعلیٰ چیز کے لیے، اعلیٰ مقاصد کے لیے ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں گا۔ میں اس قربانی سے یہ سبق لے رہا ہوں کہ میں جو عہد کرتا ہوں اور کر رہا ہوں کہ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہے اس کو ہر حال میں پورا کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ میرے

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- سلام عید مبارک (منظوم)
- جانور کی قربانی، تقویٰ اختیار کرنے کا دوسرا نام ہے
- خلفاء کے نزدیک عید الاضحیہ کے مسائل
- عید الاضحیہ کے مسائل

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قربانی والے دن ابن آدم کا کوئی عمل خدا تعالیٰ کو خون بہانے کے عمل سے زیادہ پیارا اور محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت خدا کے حضور حاضر ہوگا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ پا تا ہے پس تم خوش ہو جاؤ‘‘

(ابن ماجہ ابواب الاضاحی باب ثواب الاضحیہ، حدیث نمبر 3126)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

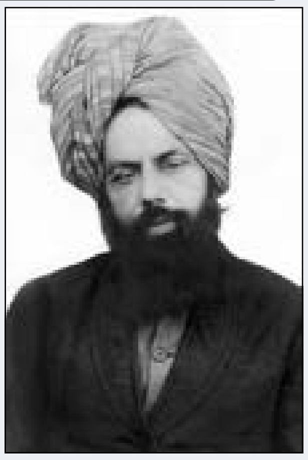

’’ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں۔ جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے۔ اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی

یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو روح نہیں ملتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہوسکتی جو اصل مقصد ہے اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔ روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 420-421)

☆ قارئین الفضل کو ادارہ الفضل کی طرف سے **عید مبارک** قبول ہو

☆ 21 جولائی 2021ء کو بوجہ رخصت عید۔ الفضل کی اشاعت نہ ہوگی

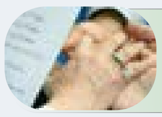

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان علمی معجزہ ’خطبہ الہامیہ‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

’’آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایسے نشان کا ذکر کروں گا جو آج کے دن یعنی 11/ اپریل 1900ء میں ظاہر ہوا۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نشان عمل میں آیا۔ یہ نشان آپ کا عربی زبان میں خطبہ ہے جو خاص تائید الٰہی سے آپ کی زبان پر جاری ہوا، بلکہ الہام میں ہی تھا۔ یہ ایک ایسا نشان تھا جو الہامی تھا اس لئے اس کا نام ’’خطبہ الہامیہ‘‘ رکھا گیا۔ اس الہامی خطبہ اور اس الہامی کیفیت کو دو سو کے قریب لوگوں نے اُس وقت سنا اور دیکھا۔ مجھے بھی کسی نے اس طرف توجہ دلائی کہ آج کے دن کی مناسبت سے جبکہ آج جمعہ بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نشان کو بیان کروں کیونکہ ایسے احمدی بھی ہیں جو شاید خطبہ الہامیہ کا نام تو جانتے ہوں جو کتابی صورت میں شائع ہے لیکن اس کی تاریخ اور پس منظر اور مضمون کا علم نہیں رکھتے۔ اور اس بات نے مجھے حیران بھی کیا جب یہ پتا چلا کہ بعض ایسے بھی ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ خطبہ الہامیہ کیا چیز ہے۔ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مخالفین احمدیت کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں مواد مہیا کرتے ہیں۔ آپ کی صداقت کی دلیل ہمیں مہیا کرتے ہیں۔ اور خاص طور پر ایسے نشان جیسے خطبہ الہامیہ ہے یہ تو عظیم الشان نشانوں میں سے ہے۔ جس نے بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر دیئے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ مختصراً اس کا پس منظر اور تاریخ بیان کروں گا اور یہ بھی کہ اس نے اپنوں پر اس وقت کیا اثر کیا، کس کیفیت میں سے وہ گزرے اور غیر اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اسی طرح اس خطبہ کی چند سطریں یا بعض چھوٹے سے اقتباسات پیش کروں گا۔

اس الہامی خطبہ کی حقیقت اور عظمت کا تو اسے پڑھنے سے ہی پتا چلتا ہے لیکن یہ چند فقرے جو میں پیش کروں گا جو میں نے پڑھنے کے لئے چنے ہیں ان میں بھی اس کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبے کا پتا چلتا ہے۔ تذکرہ میں یہ خطبہ الہامیہ شاید اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ علیحدہ کتابی صورت میں چھپا ہوا ہے لیکن بہر حال مجھے اس بارے میں کچھ تحفظات ہیں۔ اس لئے آئندہ جب بھی تذکرہ شائع ہو یا آئندہ کسی زبان میں جو بھی ایڈیشن شائع ہوں تو متعلقہ ادارے اس بارے میں مجھ سے پوچھ لیں۔ اس خطبہ الہامیہ کا پس منظر یہ ہے جو بدر نے لکھا ہے، اخبار الحکم نے بھی لکھا تھا یا جماعتی روایات میں آ رہا ہے کہ

’’یوم العرفات کو (یعنی بڑی عید، عیدالاضحی سے ایک دن پہلے) علی الصبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ ایک خط کے حضرت مولانا نور الدین صاحب کو اطلاع دی کہ

’’میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام معہ جائے سکونت (یعنی پتہ وغیرہ کہاں رہتے ہیں) لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ دعا کرتے وقت مجھ یاد رہے۔‘‘

اس پر تعمیل ارشاد میں ایک فہرست احباب کی ترتیب دے کر حضور کی خدمت میں بھیج دی گئی۔ اس کے بعد اور احباب بھی باہر سے آ گئے جنہوں نے زیارت و دعا کے لئے بیقراری ظاہر کی اور رقعے بھیجنے شروع کر دیئے۔ حضور نے دوبارہ اطلاع بھیجی کہ

’’میرے پاس اب کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے۔ اس طرح سخت حرج ہوتا ہے۔‘‘

مغرب و عشاء میں حضور تشریف لائے جو جمع کر کے پڑھی گئیں۔ بعد فراغت فرمایا:

’’چونکہ میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گزاروں۔ اس لئے میں جاتا ہوں تا کہ تخلف وعدہ نہ ہو۔‘‘ (وعدہ خلافی نہ ہو)

بقیہ صفحہ 16 پر

سلام عیدمبارک

ہو مومنوں کو ہمیشہ پیام عیدمبارک
گگن کے پار سے آیا سلام عیدمبارک
کبھی بھی آئے نہ گلشن پہ میرے غم کا کوئی پل
خدا کرے رہے چلتا نظام عیدمبارک
عبادتوں میں رہیں رات دن یونہی سدا مصروف
ہو مسلمانوں کو یہ اہتمام عیدمبارک
افق پہ جیسے ہی آیا نظر ہلال کا یہ چاند
زمانے میں ہو گیا حرفِ عام عیدمبارک
یونہی سجے رہیں پلکوں پہ خواب آپ کے ہر دم
دیے جلاتی رہوں گی بنام عیدمبارک
ہمارے رب کا ہے احسان جس نے ہم کو یہ بخشا
پیئیں گے مل کے سبھی ساتھ جام عیدمبارک
خدا سے مانگی ہے میں نے سدا دعا یہی واللہ
ہو دوستوں کو مرے صبح و شام عیدمبارک
تمہاری خواہشیں پوری صنم ہوں ساری کی ساری
رہیں حیات میں خوشیاں مدام عیدمبارک
ادائے حسن دکھا کر مناؤں گی اُنہیں بشریٰ
نظر سے پیش کروں گی سلام عیدمبارک

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

جانور کی قربانی، تقویٰ اختیار کرنے کا دوسرا نام ہے

جونہی کوئی اہم مذہبی، سیاسی موقع قریب آتا ہے تو دوست احباب کی طرف سے ان سے متعلقہ وڈیوز اور آڈیوز سوشل میڈیا پر عام ہو جاتی ہیں۔ عیدالاضحیٰ جو بڑی عید کہلاتی ہے اور اس موقع پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں جانور ذبح کئے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شعائر اللہ سے قرار دیا ہے اس لئے اس حوالہ سے کسی طرح کا مذاق درست نہیں لیکن ٹی وی پر ڈراموں اور دیگر پروگرامز میں شعائر اللہ یعنی عزت و تکریم والی شے کو بالائے طاق رکھ کر خوب مذاق اڑایا جاتا ہے اور بعض مسخرے مختلف کرتب کر کے لوگوں کو خوب ہنساتے اور قربانی کے جانوروں کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں۔

میرے ایک دوست نے گزشتہ سال کی ایک وڈیو بھجوائی اور مجھے فون کر کے کہا اس سال بھی یہ کاروبار پاکستان میں نظر آ رہا ہے اور وہ ہے گاڑیوں کی طرز پر قربانی کے جانوروں کو صاف ستھرا کرنے کے لئے ''سروس اسٹیشنز'' کا قیام۔ جہاں قربانی کے جانوروں کو تیز پریشر کے پانی کے ساتھ شیمپو اور دیگر detergent سے دھویا جاتا ہے۔ جس طرح گاڑیوں کی سروس کی جاتی ہے اس طرح جانور کو مَل مَل کر صاف کیا جاتا ہے اور آج کل یہ کاروبار عام ہے۔

اگر آج کل کرونا وائرس کے حوالہ سے اس عمل کو دیکھا جائے تو کسی حد تک اس کے جائز ہونے کے دلائل دیئے جا سکتے ہیں کہ وائرس سے پاک و صاف جانور اپنے گھر لے کر جائیں۔ لیکن اگر نمائش کی وجہ سے اور واہ واہ کروانی مقصود ہے تو یہ درست نہیں ہے۔

قربانی کا جانور صرف ذبح کرنا مقصود نہیں۔ اس کے اندر جو اسباق پنہاں ہیں۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ضروری ہے۔ اصل میں جانور کو دھونا مقصود نہیں، حقیقت میں تو اپنے دلوں کو تمام برائیوں، بدیوں اور آلائشوں سے دھونا مقصود ہے۔ تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو گیا تو پھر جانور کا خون بہانا سودمند ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

جسم کو مَل مَل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

حضرت جنید بغدادیؒ کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوگئی جو حج کر کے واپس آ رہا تھا۔ آپ نے اس حاجی سے کچھ سوالات کئے کہ جب تم یہ مناسک حج ادا کر رہے تھے تو کیا تم نے یہ نیت باندھی تھی۔ جیسے جب تو نے منیٰ میں قربانی کی تو کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیری، کیا تو نے اپنی منا یعنی خواہشات نفسانیہ کے گلے پر چھری پھیرنے کی نیت کی تھی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو کوئی ایسی نیت نہیں باندھی۔ آپؒ نے حاجی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارا یہ عمل بھی نہ ہوا۔

پس اس اہم اسلامی رکن کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے خوف، ڈر اور تقویٰ اللہ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ قربانی کرنے والا تسبیح و تحمید کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام مقاصد حاصل کرنے کی توفیق دے۔ جس کی خاطر اسے قربانی کی توفیق اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ وہ اپنے نفس کو مارنا ہے۔ جس نے نفس کی قربانی کر دی اس نے حقیقی معنوں میں قربانی کے فلسفے کو پالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامانِ دمار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اصل حکمت یہ ہے کہ یہ قربانی تمہیں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کی طرف لے جائے اور ہر قربانی میں تم ترقی کرو۔ اور جب تقویٰ میں ترقی ہو گی تو یہی چیز پھر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کے بندے اپنے نفس کی قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کریں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کریں۔ آج کے دور میں پہلے سے بڑھ کر اس بات کے ادراک کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفس کی قربانی دے کر یہ دونوں قسم کے حقوق ادا کریں......... اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ دلوں کے تقویٰ کو بھی جانتا ہے اور قربانیوں کی نیت کو بھی جانتا ہے۔ اگر عمل صالح نہیں، حقوق کی ادائیگی نہیں، تکبر دلوں میں ہے تو پھر ایسے لوگوں کی پھر یہ قربانی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔''

(خطبہ عید الاضحیٰ، 22 اگست 2018ء)

پھر ایک اور موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کی روح سے کی گئی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس ظاہری قربانی میں دل میں تقویٰ رکھنے والے کا یہ اظہار ہے اور ہونا چاہیے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں اور جس طرح یہ جانور جو انسانوں کے مقابلے میں بہت معمولی چیز ہیں اس لیے ان کی قربانی دی جا رہی ہے، ایک ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جا رہا ہے اسی طرح میں بھی اس قربانی سے سبق لیتے ہوئے اپنے سے اعلیٰ چیز کے لیے، اعلیٰ مقاصد کے لیے ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں گا۔ میں اس قربانی سے یہ سبق لے رہا ہوں کہ میں جو عہد کرتا ہوں اور کر رہا ہوں کہ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہے اس کو ہر حال میں پورا کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ میرے کسی فعل میں دنیاداری اور نفس کی ملونی نہیں ہو گی۔ پس یہ عید قربانی ہمیں اگر ہمارے فرائض، ہماری ذمہ داریاں اور عہد دلانے والی نہیں تو یہ ایسی عید ہے جو ہم صرف ایک ظاہری میلے کی طرح منا رہے ہیں۔ یہ عید ہم میں تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن رہی۔ یہ عید ہمیں قربانیوں کی اہمیت کا احساس نہیں دلا رہی۔ یہ عید ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں کر رہی۔ یہ عید ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کا احساس نہیں دلا رہی۔ صرف ہم نے قربانی کی اور بھیڑ، بکری یا گائے بھی ذبح کر کے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی کھلایا تو یہ سب بے فائدہ ہے اگر اس میں قربانی کی روح نہیں۔ فائدہ تو تبھی ہے جب ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اپنی گردنیں خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا............... یہ ظاہری قربانیاں ہماری روح کو جھنجھوڑنے کے لیے ہیں، یہ سمجھانے کے لیے ہیں کہ جس طرح یہ ادنیٰ چیز تمہارے لیے قربان ہو گئی اسی طرح ایک حقیقی مومن کی شان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہے۔ اپنے جسم کو بھی قربانی کے لیے تیار کرو اور روح کو بھی۔ اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرو۔ اسی تقویٰ کے بلند معیار کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اس سے'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ''اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔'' فرمایا کہ ''جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔''

(خطبہ عید الاضحیٰ، 12 اگست 2019ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی تقویٰ کی روح کو قائم کرتے ہوئے اس کے حضور ظاہری قربانیوں کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی قربانی بھی پیش کرنے کی توفیق دے تا کہ ہم بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو سکیں جن کے لئے یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ﴿٭ۖ۲۸﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ﴿ۚ۲۹﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿ۙ۳۰﴾ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۱﴾ کی خوشخبری ہے۔

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کسی فعل میں دنیاداری اور نفس کی ملونی نہیں ہو گی۔ پس یہ عید قربانی ہمیں اگر ہمارے فرائض، ہماری ذمہ داریاں اور عہد دلانے والی نہیں تو یہ ایسی عید ہے جو ہم صرف ایک ظاہری میلے کی طرح منا رہے ہیں۔ یہ عید ہم میں تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن رہی۔ یہ عید ہمیں قربانیوں کی اہمیت کا احساس نہیں دلا رہی۔ یہ عید ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں کر رہی۔ یہ عید ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کا احساس نہیں دلا رہی۔ صرف ہم نے قربانی کی اور بھیڑ، بکری یا گائے بھی ذبح کر کے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی کھلایا تو یہ سب بے فائدہ ہے اگر اس میں قربانی کی روح نہیں۔ فائدہ تو تبھی ہے جب ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اپنی گردنیں خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا جس نے زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، جان، مال، وقت، عزت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں گا اور پھر اس عہد بیعت کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے خلافت احمدیہ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کامل شرح کے ساتھ عہد بیعت نبھاؤں گا۔ پس جب یہ سب کچھ ہو گا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا پانے والے لوگوں میں شامل ہونے کی خوشخبری دیتا ہے۔

(خطبہ عید الاضحیٰ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/ اگست 2019ء)

EID PRAYER AT HOME

خطبہ عید الاضحیٰ

کرونا وائرس کی وجہ سے ابھی بھی بعض جگہوں پر گھروں میں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔اس ناطے سہولت کی خاطر عید الاضحی کا خطبہ مکمل طور پر دیا جارہا ہے تا گھروں میں نماز ادا کرنے والے اس خطبہ سے استفادہ کرسکیں۔یہ مائدہ قارئین کے لیے مکرم رحمت اللہ بندیشہ استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی نے تیار کیا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

(الحج:38)

ترجمہ: ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا اِسی طرح اُس نے تمہارے لئے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے راستباز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ اُن کا گوشت اور پوست اور اُن کی ہڈیاں خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔خدائے تعالیٰ خود ایک آیت میں فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ یعنی خدائے تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اعمال صالحہ کی رُوح جو تقویٰ اور طہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے۔

(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد 3۔صفحہ 247)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اُس کو پہنچتی ہے۔یعنی اُس سے اتنا ڈرو کہ گویا اُس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔

(حاشیہ چشمہ معرفت،روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 99)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ اُن کا گوشت یا اُن کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ اُن کی وجہ سے انسانی قلب میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔پس وہ لوگ جو بکرے یا اُونٹ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پالیا وہ غلطی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں کہ خود ہی جانور ذبح کیا اور خود ہی کھالیا۔اس سے اللہ تعالیٰ کو کیا۔یہ تو تصویری زبان میں ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے اندر بڑی گہری حکمت پوشیدہ ہے...یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔پس جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ نمبر 175)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی، نمازِ عید کے بعد آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ایک دُنبہ لایا گیا جسے آپ نے ذبح کیا ذبح کرتے وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ الفاظ کہے،بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔اللہ کے نام کے ساتھ ،اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔اے میرے خدا! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے ،قبول فرما۔

(ترمذی کتاب الاضحیٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

’’آج ہم عید الاضحیٰ منا رہے ہیں جو قربانی کی عید بھی کہلاتی ہے۔اس عید پر جن کو توفیق ہے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں ،پھر حج کرنے والوں کی طرف سے ہزاروں لاکھوں جانور ذبح ہو رہے ہوتے ہیں، تو آج کروڑوں جانور ذبح ہو رہے ہوں گے دنیا میں آج یا کل۔لیکن کیا یہ قربانی اور عید کی خوشیاں جو ہیں جو ہم عید پر مناتے ہیں یہی اس عید کا مقصد ہیں۔یہ بکرے اور بھیڑیں ذبح کرنا اور خود بھی باربی کیو سے لطف اُٹھانا گوشت سے تکّے بنا کر اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اپنے ساتھ اس میں شامل کرنا کیا یہی اس قربانی کا مقصد ہے؟ کیا یہ کوئی ایسا کام ہے جس پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہو اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے اس بات پر کہ آج میں تم پر بہت خوش ہوں کہ تم بکرے اور بھیڑیں اور گائیاں اور بعض لوگ اُونٹ بھی ذبح کرتے ہیں کہ جو جانور ذبح کر رہے ہو؟...قربانی کی عید کے پیچھے صرف اتنی سی بات نہیں ہے کہ بکرا ذبح کرلو اور عید کی نماز کے بعد سب سے پہلا یہی کام کرو کہ بکرا ذبح کرنا ہے اور اس کے بعد اس کا گوشت کھانا ہے...پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر سال جو عید آتی ہے اس سے ہم اپنے روحانی معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں ،اپنی قربانیوں کے معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔ورنہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اِن بکرے ، دنبے ، گائے وغیرہ ذبح کرنے سے کوئی غرض نہیں ۔اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے،اللہ تعالیٰ تو وہ مقصد پورا کرنے والے انسان دیکھنا چاہتا ہے۔ورنہ یہ گوشت وغیرہ جو ہیں یہ تو صرف اگر صرف ذبح کرنے کی نیت سے ہی کئے جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ... لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر سال جب عید الاضحیٰ مناتے ہیں تو وہ روح تلاش کریں جو ان قربانیوں کے پیچھے ہونی چاہیئے اور ہے اور وہ روح کیا ہے ،اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دے دیا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ لیکن تمہارے دل کا تقویٰ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے...پس یہ ظاہری نمونے اس روح کو قائم کرنے کے لئے ہیں،ورنہ ہمارا جانور قربانی کرنا یہ نیکی نہیں ہے،نہ گوشت کھانا نیکی ہے ،نہ ہی یہ گوشت اور خون اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 20 دسمبر 2007ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت اور رضا حاصل کرنے والی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

تکبیرات

نماز عید میں پہلی رکعت کی تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھی جاتی ہے اور پھر 7 تکبیرات (اللہ اکبر) کہی جاتی ہیں اور ہر تکبیر کے دوران ہاتھ کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور ساتویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جبکہ دوسری رکعت میں اصل تکبیر کے بعد 5 دفعہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور ان میں بھی ہاتھ کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور پانچویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

سیرالیون میں خاکسار کو ایک جماعت میں عید الاضحیہ پڑھانے کا موقع ملا۔میں دشوار ترین راستوں کی وجہ سے ایک دن قبل اس جماعت میں نہ پہنچ سکا اور قریب ایک جماعت میں رات بسر کی۔عید والے روز ہم تمام مرد و خواتین عید پڑھنے کے لئے اس گاؤں (بانڈا) کی طرف 5 میل کا پیدل سفر کر کے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس احمدی دوست پاکمارا صاحب نے قربانی کا جانور ذبح کر رکھا تھا۔میرے پوچھنے پر جواب ملا کہ یہ قربانی ہے۔ میں نے سو کے قریب لوگوں کو دعوت دے رکھی ہے اس لئے خیال گزرا کہ جلدی فارغ کر دوں۔ ان لوگوں نے واپس بھی جانا ہے۔میں نے پاکمارا صاحب سے کہا۔ یہ درست نہیں۔آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وقت میں ایک صحابی نے عید سے قبل قربانی کر دی تھی۔آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے کہلا بھیجا کہ دوبارہ قربانی کرو۔ چنانچہ اس صحابی نے دوبارہ قربانی کی۔ اس پر پاکروما صاحب جوش میں آگئے اور کہنے لگے میں بھی تو اُس محمدؐ کا پرستار ہوں۔ اگر صحابی نے دوبارہ قربانی کی تو میں بھی کرتا ہوں اور ساتھ ہی اپنے بیٹے کو کہا کہ فلاں ڈیرہ پر میرا بکرا بندھا ہوا ہے اسے لے آؤ اور قربانی کرو۔

(ابوسعید)

فضل احمد ساجد۔ کینیڈا

عیدالاضحیہ کے مسائل

نماز عید کی ادائیگی کا طریق

نماز عید سنت موکّدہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہاں اگر کسی کی نماز عید رہ جائے تو حنفی اور مالکی مسلک کے مطابق نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی، نہ انفرادی طور پر اور نہ ہی اجتماعی طور پر۔ لیکن اگر کوئی شخص نماز عید میں اس حال میں شامل ہوا ہے کہ امام ایک رکعت پڑھا چکا ہے تو پھر مقتدی اپنی رہ جانے والی رکعت ویسے ہی ادا کرے گا جیسا کہ امام نے ادا کی تھی۔ یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی رہ جانے والی رکعت مکمل کرے گا اور ویسے ہی تکبیرات بھی کہے گا جیسا کہ امام نے کہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

مَآاَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَافَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا۔

(بخاری کتاب الاذان باب لا یسعی الی الصلاۃ)

یعنی امام کی جو نماز تمہیں ملے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کرو۔

مجلس افتاء کی رائے

''اگر عید کی ایک رکعت رہ جائے تو مقتدی اپنی رکعت کس طرح ادا کرے گا؟'' یہ معاملہ مجلس افتاء میں پیش ہوا۔ مجلس افتاء نے درج ذیل رائے دی:

''جو شخص نماز عید میں پہلی رکعت کا رکوع گزرنے کے بعد شامل ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد امام کے ساتھ نہ پڑھی جا سکنے والی نماز کو اسی طرح مکمل کرے گا جس طرح اس نے اس حصہ نماز کو امام کی اقتداء میں ادا کرنا تھا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 15.07.2000 کو مجلس افتاء کی سفارش کو منظور فرمایا اور اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

نماز عید کی تکبیرات

نماز عید کی تکبیرات کے بارہ میں کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا حضرت عمرو بن عوف المزنیؓ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَبَّرَ فِی الْعِیْدَیْنِ فِی الْاُوْلٰی سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَآءَۃِ وَ فِی الْاٰخِرَۃِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَآءَۃِ۔

(سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب التکبیر فی العیدین)

آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے قبل سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے قبل پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے اور بعد میں سات بار تکبیرات کہہ کر ہاتھ کھلے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح دوسری رکعت میں سجدہ سے اٹھنے کے بعد پانچ بار تکبیرات کہی جاتی ہیں اور ہاتھ کھلے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

عیدالاضحیہ کے موقع پر کتنے دن تک تکبیرات کہی جانی چاہئیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔

(البقرۃ:204)

اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔

ان ''اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ'' کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

اَلْاَیَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ: اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ

(بخاری کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق)

یعنی اس آیت میں ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔

ایام تشریق سے مراد ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ہے۔ تشریق کے معنی گوشت کے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنے کے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے بعد کے تین ایام کو اس لئے ایام تشریق کہا جاتا ہے کیونکہ ان ایام میں لوگ قربانیوں کا گوشت خشک کیا کرتے تھے تاکہ بعد میں استعمال کیا جاسکے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُکَبِّرُ فِیْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ عَرَفَۃَ اِلٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ حِیْنَ یُسَلِّمُ مِنَ الْمَکْتُوْبَاتِ۔''

(دار قطنی کتاب العیدین حدیث نمبر:27)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نو ذوالحجہ کی نماز فجر سے آخری ایام تشریق یعنی تیرہ ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات کہا کرتے تھے۔

مجلس افتاء کی رائے

''آنحضرت ﷺ اور اکثر صحابہ کے معمول سے نو ذوالحجہ کی نماز فجر سے تیرہ ذوالحجہ کی نماز عصر تک تکبیرات ثابت ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ، مفتیان سلسلہ احمدیہ اور جماعتی لٹریچر بھی اسی امر کا مصدق ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 04.07.2001 کو مجلس افتاء کی سفارش کو منظور فرمایا اور اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

قربانی کرنے والا ذی الحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر قربانی کرنے تک نہ بال کٹوائے اور نہ ہی ناخن کٹوائے

صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اِذَا رَاَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّۃِ وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَاَظْفَارِہٖ۔''

(مسلم کتاب الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ)

جب تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر اسے چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ کَانَ لَهٗ ذِبْحٌ یَّذْبَحُهٗ فَاِذَآ اُهِلَّ هِلَالُ ذِی الْحِجَّۃِ فَلَا یَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ شَیْئًا حَتّٰی یُضَحِّیَ۔''

(مسلم کتاب الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ)

جو قربانی کرنا چاہے تو ذی الحجہ کا چاند نکلنے سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَہٗ اُضْحِیَّۃٌ یُرِیْدُ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا یَقْلِمَنَّ ظُفُرًا۔''

(مسلم کتاب الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ)

جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے تو جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اسے قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہیں کٹوانے چاہئیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں انکو چاہیئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔ اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہو گیا ہے۔''

(الفضل 22 ستمبر 1917ء صفحہ 4)

عیدالاضحیہ کا روزہ

حدیث میں ہے:

''عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ۔''

(سنن ترمذی ابواب العیدین باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ عیدالفطر کے دن بغیر کچھ کھائے پیے عیدگاہ نہیں جاتے تھے اور عیدالاضحیہ کے دن بغیر کھائے پیئے عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ نماز پڑھ لی جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اسی طرح مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھے لکھا ہے کہ جو روزہ اس عید کے موقع پر رکھا جاتا ہے وہ سنّت نہیں۔ اس کا اعلان کر دیا جائے۔ مگر رسول پاک ﷺ کا یہ طریق ثابت ہے کہ آپ صحت کی حالت میں قربانی کر کے کھاتے تھے۔ تاہم یہ کوئی ایسا روزہ نہیں کہ کوئی نہ رکھے تو گناہ گار ہو جائے گا۔ یہ کوئی فرض نہیں بلکہ نفلی روزہ ہے اور مستحب ہے۔ جو رکھ سکتا ہو رکھے مگر جو بیمار، بوڑھا یا دوسرا بھی نہ رکھ سکے تو وہ مکلف نہیں اور نہ رکھنے سے گناہ گار نہیں ہو گا۔ مگر یہ بالکل بے حقیقت بھی نہیں جیسا کہ مولوی بقاپوری صاحب نے لکھا ہے۔ میں نے صحت کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے۔ پھر مسلمانوں میں یہ کثرت سے رائج ہے۔ اور یہ یونہی نہیں بنا لیا گیا بلکہ مستحب نفل ہے۔ جس پر رسول کریم ﷺ کا تعامل رہا اور جس پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے مگر جو نہ کر سکے اسے گناہ نہیں۔''

(خطبات محمود جلد دوم صفحہ 263)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کا طریق یہ تھا کہ عید کا خطبہ زیادہ لمبا نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے بعد جلد قربانی کیلئے گھر روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپ اس وقت تک روزہ رکھتے تھے جب تک خود اپنی قربانی کے گوشت سے وہ روزہ نہ کھولیں اور اس سنت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ عید کے دن ضرور روزہ رکھتے ہیں اور جب تک فارغ نہ ہوں وہ کچھ نہیں کھاتے لیکن مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کچھ پہلے کھانا حرام ہو جاتا ہے مگر سنت کا مضمون یہ ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو، جس دن قربانی کرنی ہو، اس دن وہ قربانی کے گوشت کے حاصل ہونے سے پہلے روزہ رکھے.......... تو آنحضرت ﷺ کی سنت حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتی، اس کو غور سے سمجھیں۔ جنہوں نے قربانی کسی اور جگہ کرنی ہو یا بعد میں کرنی ہو ان کیلئے عید والے دن پہلے کچھ کھانا حرام نہیں ہے لیکن چونکہ بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے، اسلئے یہاں کی جماعت (لندن) نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ عید کے معاً بعد ابھی آپ

سب کیلئے کچھ نہ کچھ کھانے کیلئے پیش کیا جائے گا۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 28مارچ 1999ء)

قربانی کی اہمیت

قربانی ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے۔چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر سال عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کیا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

’’أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاَضْحِيَّةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ فَقَالَ ضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْقِلُ؟ ضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ۔‘‘

(ترمذی کتاب الاضاحی باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا کہ کیا عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کرنی ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول پاک ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ۔اس نے اپنا سوال پھر دہرایا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ آپ نے جواب دیا کیا تم سمجھتے نہیں کہ رسول پاک ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے ۔

’’ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ۔‘‘

(ترمذی کتاب الاضاحی باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ مدینہ کے دس سالہ قیام میں قربانیاں کیا کرتے تھے۔

’’عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَّلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص توفیق کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری (عید کی) نماز کی جگہ کے قریب نہ آئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا)

اے لوگو!ہر گھر والے پر ہر سال ایک قربانی واجب ہے۔

’’ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَآ أَرَادَ أَنْ يُّضَحِّيَ اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَذَبَحَ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ لِمَنْ شَهِدَ لِلّٰهِ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ وَذَبَحَ الْاٰخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّعَنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ ﷺ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ جب قربانی کرنا چاہتے تو آپ دو ایسے مینڈھے خریدتے تھے جو موٹے، سینگوں والے اور خصی ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک آپ اپنی امت کی طرف سے اور دوسرا اپنے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے ذبح کرتے تھے۔

مذکورہ بالا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ شخص جو استطاعت رکھتے ہوئے قربانی کا جانور پال کر یا خرید کر قربانی کرسکتا ہے اسے ضرور قربانی کرنی چاہیئے۔

آنحضرت ﷺ مدنی زندگی میں ہر سال قربانی کیا کرتے تھے حالانکہ مدنی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی تنگی کے تھے ۔

قربانی کی فضیلت

قربانی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

’’مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ)

ابن آدم کا یوم النحر کے دن خون بہانا اللہ کو بے حد محبوب ہے.............سو تم یہ قربانی خوش دلی سے کیا کرو۔

آنحضرت ﷺ سے قربانیوں کی حکمت کے بارہ میں سوال ہوا۔سنن ابن ماجہ میں یہ واقعہ یوں درج ہے:

’’ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ۔ ‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ)

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے آنحضور ﷺ سے پوچھا حضور! ان قربانیوں کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے،صحابہ نے پھر پوچھا حضور! ان قربانیوں سے ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔

قربانی کے مسائل

کس کس جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے؟

قربانی کیلئے اونٹ، گائے، بھینس، بکری، مینڈھا، دنبہ اور بھیڑ قربانی کئے جاسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

’’ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۔‘‘

(الحج:35)

اور ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کا طریق مقرر کیا تا کہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں۔

قرآن کریم نے عید الاضحیہ کے موقع پر ’’بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ‘‘ کی قربانی کا حکم دیا ہے اور سورۃ الانعام آیت نمبر 143تا145میں دنبہ، بکرا،اونٹ اور گائے کو اَنْعَام قرار دیا گیا ہے۔قربانی کیلئے نر اور مادہ دونوں قسم کے جانور قربان کئے جاسکتے ہیں۔

فقہاء کی اکثریت نے ’’اَلْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ۔‘‘ بھینس کو گائے کی ایک قسم قرار دے کر بھینس کی قربانی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا

آنحضرت ﷺ نے قربانی کے جانور کیلئے درج ذیل شرائط بیان فرمائی ہیں:

’’لَا يُضَحّٰى بِالْعَرْجَاءِ بَيِّنٌ ظَلَعُهَا وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَلَا بِالْمَرِيْضَةِ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ۔‘‘

(ترمذی ابواب الاضاحی باب مالا یجوز من الاضاحی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہ قربانی کی جائے ایسے لنگڑے جانور کی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور نہ ایسے کانے جانور کی کہ جس کا کانا پن ظاہر ہو اور نہ ایسے بیمار جانور کی جس کی بیماری عیاں ہو،اور نہ ایسے دبلے جانور کی کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا:

’’أَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ۔‘‘

(ترمذی ابواب الاضاحی باب مایکرہ من الاضاحی)

کہ ہم نہ قربانی کریں ایسے جانور کی جس کا کان سامنے سے کٹا ہو اور یا جس کا کان پیچھے سے کٹا ہو اور یا جس کا کان چرا ہو اور جس کے کان میں سوراخ ہو۔

سنن نسائی کی روایت میں ’’وَلَا بَتْرَآءَ‘‘ کے الفاظ بھی ہیں جس کے معنے ہیں کہ جس جانور کی دُم کٹی ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

(نسائی کتاب الضحایا باب المقابلۃ وھی ما قطع طرف اذنھا)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایسے جانور کی قربانی کی جائے جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔روایت کے الفاظ یہ ہیں:

’’ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّضَحّٰى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ ۔‘‘

(ترمذی ابواب الاضاحی باب فی الضحیۃ بعضباء القرن والاذن)

قربانی کا جانور اگر خرید کے بعد عیب دار ہوجائے تو بھی جائز ہے:

اگر کوئی شخص قربانی کیلئے مندرجہ بالا شرائط کے مطابق جانور خریدتا ہے اور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ظاہر ہوجاتا ہے یا پیدا ہوجاتا ہے تو ایسے شخص کو آنحضرت ﷺ نے اسی جانور کی قربانی کرنے کی اجازت دی ہے،چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

’’ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ابْتَعْنَا كَبْشًا نُّضَحِّيْ بِهٖ فَأَصَابَ الذِّئْبُ مِنْ أَلْيَتِهٖ أَوْ أُذُنِهٖ فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنَا أَنْ نُّضَحِّيَ بِهٖ۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب من اشتری اضحیۃ فاصابھا عندہ شیء)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قربانی کیلئے ایک مینڈھا خریدا۔پھر بھیڑ یا اس کے سرین یا کان میں سے کچھ حصہ کھا گیا۔ہم نے اپنا یہ معاملہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ہمیں اسی (عیب زدہ) جانور کی قربانی کرنے کا ارشاد فرمایا۔

قربانی کے جانور کا خصی ہونا اسے عیب دار نہیں بناتا

آنحضور ﷺ قربانی کیلئے خصّی جانور لینا پسند کرتے تھے،چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

’’ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَآ أَرَادَ أَنْ يُّضَحِّيَ اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت ﷺ جب قربانی کرنے کا ارادہ کرتے تو دو سینگوں والے موٹے تازے خصّی مینڈھے خریدتے جن کی آنکھوں پر سفید اور سیاہ نشان ہوتے تھے۔

حضرت ابو رافعؓ بیان کرتے ہیں:

’’ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجِيَّيْنِ خَصِيَّيْنِ۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل تتمہ مسند الانصار حدیث ابی رافع۔حدیث23860)

آنحضرت ﷺ دو خصّی چت کبرے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’قربانیاں دو جو بیمار نہ ہوں ٗ دبلی نہ ہوں ٗ بے آنکھ کی نہ ہوں ٗ کان چری نہ ہوں ٗ عیب دار نہ ہوں ٗ لنگڑی نہ ہوں۔‘‘

(الحکم،24 مارچ 1903ء صفحہ 3)

پھر فرمایا:

’’جس کا پیدائشی سینگ نہ ہو وہ بھی جائز ہے۔ ہاں جس کا سینگ آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو یا کان چیرا ہوا ہو وہ ممنوع ہے۔‘‘

(بدر، 23 جنوری 1908ء صفحہ 10)

پھر فرمایا:

’’قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہئے، یہی میری تحقیق

ہے۔ (2) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں وہ جائز ہے۔ (3) خصی جائز ہے۔ (4) مادہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا منہ ’آنکھیں ’پیٹ ’پاؤں سیاہ ہوتے۔ جو بالکل دبلا ہو وہ جائز نہیں۔ اگر جانور موٹا ہو’ خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے۔ (5) لنگڑا مناسب نہیں۔‘‘

(بدر جلد 9 نمبر 10 ---- 30 دسمبر 1909ء صفحہ 1 تا 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 5/ اگست 1922ء کو قادیان میں خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

’’قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہئے، لنگڑا نہ ہو بیمار نہ ہو، سینگ ٹوٹا نہ ہو یعنی سینگ بالکل ہی ٹوٹ نہ گیا ہو۔ اگر خول اوپر سے اتر گیا ہو اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہوسکتا ہے۔ کان کٹا نہ ہو لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو تو جائز ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد دوئم صفحہ 73)

قربانی کے جانور کی عمر

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرمایا:

’’لَا تَذْبَحُوْٓا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّآ أَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ۔‘‘

(مسلم کتاب الاضاحی باب سن الاضحیة)

کہ قربانی صرف دوندے جانور کی کرو۔ دوندا ملنا مشکل ہو تو دنبہ جو ابھی جذع ہو قربانی کر سکتے ہو۔

حضرت ابو کباشؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

’’جَلَبْتُ غَنَمًا جُذْعَانًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ فَلَقِيْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نِعْمَ الْاُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ قَالَ فَانْتَهَبَهُ النَّاسُ۔‘‘

(ترمذی کتاب الاضاحی باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی)

میں چھ چھ ماہ کے دُنبے مدینہ قربانی کے موقع پر فروخت کرنے کیلئے لے گیا لیکن وہ نہ بک سکے۔ پھر میری ملاقات حضرت ابو ہریرہؓ سے ہوگئی تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بہترین قربانی چھ ماہ کی بھیڑ کی ہے۔ ابو کباشؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر لوگوں نے میری بھیڑوں کو ہاتھوں لیا۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں:

’’أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ أَوْ جَدْيٌ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ أَنْتَ قَالَ وَكِيْعٌ اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ يَكُوْنُ ابْنَ سِتَّةٍ أَوْ سَبْعَةِ أَشْهُرٍ۔‘‘

(ترمذی کتاب الاضاحی باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی)

آنحضرت ﷺ نے مجھے کچھ بکریاں دیں کہ وہ ان کو صحابہ میں تقسیم کر دوں۔ ان میں سے ایک بکری رہ گئی جو عَتُوْدٌ یا جَذَعَة تھی۔ میں نے اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم خود اس کی قربانی کرو........وکیع کہتے ہیں کہ جَذَعٌ اس بھیڑ کو کہتے ہیں جس کی عمر چھ ماہ یا سات ماہ ہو۔ (عَتُوْدٌ بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جو ایک سال کا ہو چکا ہو)

اونٹوں میں مُسِنَّ یا مُسِنَّة اسے کہتے ہیں جو پورے پانچ سال کی عمر کا ہو اور چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے اور بیل میں مُسِنَّة اسے کہتے ہیں جو پورے دو سال کی عمر کا ہو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بکرے اور دنبہ میں مُسِنَّة وہ ہے جو اپنی عمر کا پورا ایک سال گزار کر دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ لہٰذا ان جانوروں میں قربانی کے لئے جانور کا مُسِنَّة ہونا ضروری ہے۔

دنبہ کے جَذَعَة کی نسبت علماء میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایک سال، بعض کے نزدیک چھ ماہ اور بعض کے نزدیک سات ماہ کا بچہ جَذَعَة کہلاتا ہے۔

امام ابو عبیدؒ اپنی تصنیف ’’کتاب الاموال‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’مسّن یا مسّنہ وہ بیل یا گائے ہے جس کے دو اگلے دانت نکل آئے ہوں اور یہ عمل تیسرے برس میں ہوتا ہے۔‘‘

(کتاب الاموال جلد دوم صفحہ 130)

’’فقہ السّنۃ‘‘ کے مصنف امام السیّد السابق جانوروں کی عمر کے بارہ میں لکھتے ہیں:

’’أَنْ يَّكُوْنَ ثَنِيًّا إِذَا كَانَ مِنْ غَيْرِ الضَّأْنِ أَمَّا الضَّأْنُ فَإِنَّهٗ يُجْزِءُ مِنْهُ الْجَذَعُ فَمَا فَوْقَهٗ وَمَا لَهٗ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَكَانَ سَمِيْنًا۔

وَالثَّنِيُّ مِنَ الْاِبِلِ مَالَهٗ خَمْسُ سِنِيْنَ وَمِنَ الْبَقَرِ مَا لَهٗ سَنَتَانِ وَمِنَ الْمَعْزِ مَا لَهٗ سَنَةٌ تَآمَّةٌ فَهٰذِهٖ يُجْزِءُ مِنْهَا الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهٗ۔‘‘

(فقہ السنۃ جلد اول صفحہ 738)

ترجمہ: قربانی کا جانور دوندا ہونا چاہئے جبکہ وہ بھیڑ کے علاوہ ہو۔ جہاں تک بھیڑ کا تعلق ہے تو یہ جذع یا اس سے زیادہ عمر کا کافی ہے۔ جذع وہ ہے جس کی عمر چھ ماہ ہو اور وہ موٹا تازہ ہو۔ اور اونٹوں میں سے دوندا وہ ہے جس کی عمر پانچ سال ہو اور گائیوں میں دوندا وہ ہے جس کی عمر دو سال ہو اور بکریوں میں دوندا وہ ہے جس کی عمر پوری ایک سال ہو۔ پس یہ دوندا ہونے کے لحاظ کفایت کرے گا یا اس سے زیادہ عمر کا ہو۔

امام شوکانیؒ اپنی تصنیف نیل الاوطار میں قربانی کے جانور کی عمر کے بارہ میں لکھتے ہیں:

’’(إِلَّا مُسِنَّةً) قَالَ الْعُلَمَآءُ الْمُسِنَّةُ هِيَ الثَّنِيَّةُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَمَا فَوْقَهَا وَهٰذَا تَصْرِيحٌ بِأَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الْجَذَعُ وَلَا يُجْزِئُ إِلَّآ إِذَا عَسُرَ عَلَى الْمُضَحِّي وُجُوْدُ الْمُسِنَّةِ۔‘‘

(نیل الاوطار کتاب الھدایا والضحایا باب السن الذی یجزی فی الاضحیۃ وما لا یجزی)

(سوائے ’’مسنہ‘‘ کے علماء نے کہا ہے کہ مسنّہ اونٹوں، گائیوں اور بکریوں میں سے 2 سال یا اس سے بڑے جانور کو کہتے ہیں۔ یہ بات اس امر کی صراحت ہے کہ ’’الجذع‘‘ کی قربانی کی جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ قربانی کرنے والے کے لیے مسنّہ پانا مشکل ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’علماء کا اختلاف ہے کہ دو برس سے کم کا بکرا اور ایک برس سے کم کا دنبہ جائز ہے یا نہیں؟ اہل حدیث تو اسے جائز نہیں رکھتے مگر فقہا کہتے ہیں کہ دو برس سے کم ایک برس کا بکرا بھی جائز ہے اور دنبہ چھ ماہ کا بھی۔ مومن اس اختلاف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔‘‘

(بدر 23 / جنوری 1908ء صفحہ 10)

پھر فرمایا:

’’قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہئے، یہی میری تحقیق ہے۔‘‘

(بدر۔ 30 دسمبر 1909ء صفحہ 1 تا 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 5 اگست 1922ء کو قادیان میں خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

’’قربانی کے جانور کے لیے یہ شرط ہے کہ بکرے وغیرہ دو سال کے ہوں۔ دنبہ اس سے چھوٹا بھی قربانی میں دیا جا سکتا ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد دوئم صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ قربانی کے مسائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہئے، یہی میری تحقیق ہے۔

اب وہ جس مینڈھے کا ذکر تھا وہ ایک سال کا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا تھا کہ اس کی تمہیں اجازت ہے مگر آئندہ سے یہ دوسروں کو اجازت نہیں ہوگی۔ پس اب قانون یہی ہے کہ جانور کم سے کم دو برس کا ہونا چاہئے۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 23 فروری 2002ء)

فقہ احمدیہ (عبادات) میں قربانی کے جانور کی عمر کے بارہ میں لکھا ہے:

’’اونٹ تین سال، گائے دو سالہ اور بھیڑ بکری وغیرہ ایک سال کی کم از کم ہونی چاہئے۔ دنبہ اگر موٹا تازہ ہو تو چھ ماہ کا بھی جائز ہے۔‘‘

(فقہ احمدیہ۔ عبادات صفحہ 182)

قربانی کے جانور میں حصوں کی تقسیم

ایک بکرے یا بھیڑ میں ایک سے زیادہ حصہ دار نہیں ہوتے۔ البتہ گائے یا بیل میں سات اور اونٹ میں سات یا دس حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔

(مسلم کتاب الحج باب الاشتراك فی الھدی واجزاء البقرۃ والبدنۃ کل منھما عن سبعة)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی۔

’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَّفِي الْبَعِيْرِ عَشَرَةً۔‘‘

(ترمذی کتاب الاضاحی باب فی الاشتراك فی الاضحیة)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیہ آ گئی۔ پس ہم گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

’’فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ‘‘

(الحج: 37)

تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی۔

’’فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ‘‘

(الحج: 29)

اس قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔

ابتداء اسلام میں مسلمانوں کی مالی حالت کمزور تھی اور وہ محتاج بھی تھے۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ

رکھنے سے منع فرمایا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں کچھ بادیہ نشین نماز عید کی ادائیگی کیلئے مدینہ آ گئے۔ وہ غریب اور نادار لوگ تھے۔ ان کی آمد کی وجہ سے آنحضور ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (تا کہ ان نادار اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جاسکے) بعد میں آپ ﷺ نے قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''لَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مِّنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهٖ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔''

(ترمذی کتاب الاضاحی باب فی کراھیۃ اکل الاضحیۃ فوق ثلثۃ ایام)

تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

''عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِّيَتَّسِعَ ذُوْالطَّوْلِ عَلٰى مَنْ لَّا طَوْلَ لَهٗ فَكُلُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا۔''

(ترمذی کتاب الاضاحی باب ماجاء فی الرخصۃ فی اکلھا بعد ثلاث)

حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع کیا تھا تا کہ استطاعت والے لوگ اپنے سے غریب لوگوں پر کشادگی کریں لیکن اب تم جس طرح چاہو کھا بھی سکتے ہو، لوگوں کو کھلا بھی سکتے ہو، اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔

صحیح مسلم میں اس واقعہ کی تفصیل یوں درج ہے:

''عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِعَمْرَةَ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوْا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُوْنَ الْاَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوْا نَهَيْتَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِّنْ أَجْلِ الدَّآفَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔''

(مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ماکان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اوّل الاسلام وبیان نسخہ واباحتہ الی متی شاء)

عبداللہ بن واقدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے تین دن کے بعد قربانیوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں میں نے اس بات کا ذکر عمرۃؓ سے کیا۔ وہ کہنے لگیں عبداللہ نے درست بات کہی۔ میں نے حضرت عائشہؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں عید کی نماز پڑھنے کیلئے کچھ لوگ بادیہ نشینوں میں سے آ گئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا (قربانیوں کے گوشت) تین دن کیلئے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔ (یعنی ان میں تقسیم کر دو) بعد میں یوں ہوا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے اور چربی پگھلاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا آپ نے ہمیں قربانیوں کے گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں صرف ان کمزور آ جانے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا۔ پس اب تم کھاؤ اور ذخیرہ بھی کرو اور صدقہ وخیرات بھی کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال ہوا کہ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا:

''قربانی کا گوشت غیر مُسلم کو بھی دینا جائز ہے۔''

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 83 بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 447)

قربانی کا وقت نیز قربانی کتنے دن تک کی جاسکتی ہے

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور بعض روایات کے مطابق ایام تشریق (13 ذی الحجہ) تک رہتا ہے۔ ایام تشریق 11، 12 اور 13 ذی الحجہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ۔''

(بخاری ابواب العیدین باب کلام الامام والناس فی خطبۃ العید واذا سئل الامام عن شیء وھو یخطب)

جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا تو اس نے اپنے کھانے پینے کیلئے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا تو اس نے اپنی قربانی پورے طور پر ادا کی اور مسلمانوں کے طریق کے مطابق عمل پیرا ہوا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ۔''

(بخاری ابواب العیدین باب الاکل یوم النحر)

جس نے نماز عید سے پہلے اپنا قربانی کا جانور ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ۔''

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 16798، دارقطنی کتاب الاشربہ وغیرھا باب الصید والذبائح والاطعمہ وغیر ذالک)

ایّام تشریق کے تمام ایّام میں قربانی کا جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

''وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ''

(البقرہ: 204)

اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔

ان ایّام معدودات کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

''وَالْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ، أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ۔''

(بخاری کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق)

یعنی اس آیت میں ایّام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔

ایام تشریق سے مراد ذی الحجہ کی 11، 12 اور 13 تاریخ ہے۔ تشریق کے معنیٰ گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنے کے بھی ہیں۔ عید الاضحیہ کے بعد کے تین ایام کو ایّام تشریق اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان ایام میں قربانیوں کا گوشت خشک کیا جاتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے سوال ہوا کہ قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جائز ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک 13 تاریخ تک اور فقہاء کے نزدیک 12 تاریخ تک، کس پر عمل کرنا چاہیے؟

فرمایا:

''قربانی ہمارے نزدیک 12 تاریخ تک جائز ہے ہاں فقہاء نے 13 تاریخ بھی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تامل میں ضرور اس امر میں کچھ فرق ہوا ہے۔''

(الحکم۔ 10 فروری 1905ء صفحہ 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 5/ اگست 1922ء کو قادیان میں خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

''قربانی آج اور کل اور پرسوں کے دن ہوسکتی ہے لیکن اگر سفر ہو یا کوئی اور مشکل ہو تو حضرت صاحب کا بھی اور بعض اور بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ اس سارے مہینے میں قربانی ہوسکتی ہے۔''

(خطبات محمود جلد دوئم صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قربانی تو تین دن چلتی ہے .... بعض لوگ جنہوں نے چوتھے دن قربانی کرنی ہے وہ چار دن بھوکے رہیں (یہ ارشاد عید کے دن روزہ کے بارہ میں تھا)۔''

(خطبہ عید الاضحیہ 28 مارچ 1999ء)

کیا وفات یافتہ افراد کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو کس شرط کے ساتھ؟

آنحضرت ﷺ عید الاضحیہ کے موقع پر اپنی طرف سے اور اپنی امت کے نادار افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ عید الاضحیہ کے موقع پر فوت شدہ یا زندہ افراد کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے بشرطیکہ قربانی کرنے والا خود اپنی طرف سے بھی عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی دے۔ حدیث میں آتا ہے:

''عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهٗ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ أَمَرَنِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَآ أَدَعُهٗٓ أَبَدًا۔

(سنن الترمذی کتاب الاضاحی باب فی الاضحیۃ بکبشین ،ابو داؤد کتاب الضحایا باب الاضحیہ عن المیت)

حضرت حنشؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ دو دنبے قربان کیا کرتے تھے ایک آنحضرت ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے۔ ان سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے قربانی کی تاکید فرمائی تھی اس لیے میں اس نصیحت کو نہیں چھوڑتا۔

کیا احمدی غیر از جماعت کے ساتھ مل کر عید الاضحیہ کے موقع پر گائے یا بیل میں حصہ ڈال سکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے سوال پیش کیا کہ کیا ہم غیر احمدیوں کے ساتھ مل کر یعنی تھوڑے تھوڑے روپے ڈال کر کوئی جانور مثلاً گائے ذبح کریں تو جائز ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ تم غیروں کے ساتھ شامل ہوتے ہو۔ اگر تم پر قربانی فرض ہے تو بکرا ذبح کر سکتے ہو اور اگر اتنی بھی توفیق نہیں تو پھر تم پر قربانی فرض بھی نہیں۔ وہ غیر جو تم کو اپنے سے نکالتے ہیں اور کافر قرار دیتے ہیں وہ تو پسند نہیں کرتے کہ تمہارے ساتھ شامل ہوں تو تمہیں کیا ضرورت ہے کہ ان کے ساتھ شامل ہو۔ خدا پر توکل کرو۔''

(بدر 14 فروری 1907ء صفحہ 8 بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 236 تا 237)

ایچ ایم طارق

بیت اللہ کی مختصر تاریخ

قسط دوم و آخر

10۔عبداللہؓ بن زبیر کی تعمیر

اوائل 64ھ میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور یزید بن معاویہ کے درمیان مسئلہ خلافت کے بارہ میں کشیدگی پیدا ہو چکی تھی یزید نے حصین بن نُمیر کی سرکردگی میں شامی لشکر کو ابن زبیر پر چڑھائی کے لئے بھیجا۔ ابن زبیرؓ نے مکہ میں محصور ہو کر مسجد کے ساتھ پناہ لی، ابن زبیرؓ اور آپ کے ساتھیوں نے کعبہ کے گرد لکڑی کے گھر بنا لئے تھے، جس میں وہ منجنیق کے پتھروں سے اور سورج کی دھوپ سے محفوظ رہتے تھے۔ حصین بن نمیر نے کوہ ابی قبیس اور جبل قعیقعان پر منجنیقیں نصب کر کے ان کے دہانے کعبہ پر کھول دیئے جس سے کعبہ کا غلاف چاک ہو کر رہ گیا۔

ادھر 3 ربیع الاول بروز ہفتہ ابن زبیرؓ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کعبہ کے قریب خیمہ میں آگ جلائی، ہوا شدید تھی چنگاری اڑنے سے خیمے بھی جل اٹھے اور بیت اللہ بھی شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ کعبہ کی دیواریں کمزور پڑ گئیں اس سے اہل مکہ اور اہل شام متفکر ہوئے۔ حصین بن نمیر کا محاصرہ جاری تھا کہ ربیع الآخر میں یزید کی موت کی خبر آئی، ابن زبیرؓ نے شرفاء مکہ کا ایک وفد حصین کے پاس بھیجا جنہوں نے اس سے کعبہ کو نقصان پہنچنے کے بارہ میں گفتگو کی اور کہا کہ تمہارے 'امیر المومنین' تو فوت ہو چکے اب کس لئے لڑتے ہو، شام واپس ہو جاؤ، حصین نرم پڑ گیا اور 5 ربیع الآخر کو مدینہ کوچ کر گیا۔

اب ابن زبیرؓ نے اشراف قریش سے کعبہ گرانے اور اس کی تعمیر کے بارہ میں مشورہ کیا۔ بعض نے حق میں مشورہ دیا تغیر و ترمیم کا، ان میں حضرت جابرؓ بن عبد اللہ بھی شامل تھے جو عمرہ کرنے آئے تھے اور مخالفت کرنے والوں میں ابن عباسؓ بھی تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ ایسا کرنے سے بعد میں آنے والوں کے لئے کعبہ میں راستہ کھل جائے گا اور اس گھر کی حرمت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابن زبیرؓ نے بالآخر کعبہ کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ ان کی تعمیر کعبہ کے بارہ میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات ''میں نئی تعمیر میں وہ چیزیں شامل کر دیتا جو اس سے نکال دی گئیں اور میں اس (دروازے) کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے ایک مشرق اور ایک مغرب کی طرف بناتا اور اس طرح ابراہیمؑ کی بنیادوں پر اسے مکمل کرتا۔'' کے باعث ابن زبیرؓ ازسرِ نو تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ یزید بن رومان کہتے ہیں کہ میں ابن زبیرؓ کے کعبہ کو گرانے اور تعمیر کرنے کا عینی گواہ ہوں۔ انہوں نے حجر کو اس میں شامل کیا اور میں نے ابراہیمؑ کی بنیادوں کو دیکھا وہ اونٹوں کی کوہان کی طرح (ابھرے ہوئے) پتھروں (کی صورت) میں تھیں۔ جریر کہتے ہیں میں نے (راوی) یزید سے کہا: اس کی جگہ کہاں ہے (یعنی حجر اور ابراہیمی بنیادوں کی) انہوں نے کہا: میں آپ کو دکھاتا ہوں چنانچہ میں ان کے ساتھ حجر میں داخل ہوا تو آپ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ''اس جگہ''۔ جریر کہتے ہیں میں نے اندازہ کیا وہ جگہ حجر سے چھ ہاتھ کے قریب تھی۔

(بخاری کتاب المناسک باب فضل مکۃ)

بہر حال کعبہ گرایا جانے لگا، مکہ کے کئی لوگ طائف اور منٰی چلے گئے کہ کہیں تخریب کعبہ سے عذاب نازل نہ ہو۔ اس دفعہ بھی کسی نے اس کی عمارت گرانے کی جرأت نہ کی۔ ابن زبیرؓ نے خود یہ کام کیا اور اپنے ساتھ حبشی نوجوانوں کو لگایا تا رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کہ کوئی حبشی کعبہ کو گرائے گا اس طرح ظاہری رنگ میں پوری ہو جائے۔ جب کعبہ گرایا جا چکا تو ابن زبیرؓ کے نام ابن عباسؓ کا پیغام آیا کہ کعبہ کی تعمیر ہونے تک لوگوں کو قبلہ کے بغیر نہ چھوڑو اور لوگوں کے لئے کعبہ کے گرد لکڑیاں نصب کر دو اور ان پر پردے لٹکا دو تا لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکیں اور طواف کر سکیں۔ ابن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا۔ ابراہیمی بنیادوں پر اشراف قریش کی گواہی لی گئی اور حجر اسود ابن زبیرؓ نے خاموشی سے رکھوا دیا، ابن زبیرؓ نے 18 کی بجائے 27 ہاتھ بلند دیواریں تعمیر کیں اور نہایت عمدہ کام کروایا۔ آپ نے ایک دروازہ کی بجائے کعبہ کے دو دروازے بنا دیئے اور ابراہیمؑ کی بنیادوں پر اسے مکمل تعمیر کر دیا۔ تعمیر کے بعد ابن زبیرؓ کے ارشاد پر ان کے ساتھیوں نے بطور شکرانہ عمرہ کیا، اور قربانیاں کیں۔ ابن زبیرؓ خود ننگے پاؤں لوگوں کے ساتھ پیدل نکلے اور مسجد عائشہؓ سے احرام باندھ کر طواف کیا اور سو اونٹ قربانی کے ذبح کئے گئے۔ آپ نے کعبہ کے چاروں ارکان کو بوسہ دیا اور کہا کہ پہلے کعبہ نامکمل تھا اس لئے دو ارکان کو بوسہ دیا جاتا تھا۔ اس روز بڑی کثرت سے غلام آزاد کئے گئے، صدقہ و خیرات کیا گیا، دعوتیں ہوئیں کہ خدا نے ان کو خانہ کعبہ کی تعمیر کی توفیق بخشی۔ 65ھ میں یہ تعمیر مکمل ہوئی تھی۔

(تاریخ الکعبۃ صفحہ 67)

11۔حجّاج کی تعمیر

ابن زبیر سے جنگ اور ان کو شہید کرنے کے بعد حجاج نے عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ ابن زبیر نے کعبہ میں کچھ زائد چیزیں شامل کر دی ہیں، اس نے سابقہ تعمیر کے مطابق کعبہ کو بنانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دے دی جس کے مطابق حجاج نے غربی دروازہ بند کر دیا، زائد تعمیر شدہ حصہ گرا دیا، عبد الملک کو بعد میں اس پر ندامت ہوئی اور اس نے حجاج کو لعنت ملامت کی۔ عباسی خلفاء بعد میں عباسی خلفاء مہدی اور ہارون نے جب امام مالکؒ سے کعبہ کو ابن زبیر کی تعمیر کے مطابق کرنے کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے لکھا بھیجا:

''میں امیر المومنین کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس گھر کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنائیں کہ جب چاہا توڑ دیا۔ ایسے میں اس کی عظمت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گی۔''

یہ بیان مسلم، ازرقی، شرح نووی، ابن کثیر اور ابن حجر سے ملخص ہے۔

12۔سلطان مراد کی تعمیر

1040ھ میں سلطان مراد نے کعبہ کی تعمیر کی۔ 19 رمضان 1039ھ کو مکہ میں طوفانی بارش سے سیلاب آیا جو سب کچھ بہا کر لے گیا۔ اس روز ایک ہزار آدمی ہلاک ہوا، کعبہ کی بھی شامی دیوار گر گئی اور شرقی غربی دیواروں کو نقصان پہنچا۔ کعبہ کا مال نکلوایا گیا اور شریف مکہ نے علمائے مکہ سے کعبہ کے گرانے اور اس کی تعمیر کا مشورہ لیا۔ انہوں نے کعبہ کے مال سے اس کی تعمیر کا مشورہ دیا۔ شریف مکہ نے اس سلسلہ میں علمائے مکہ کی طرف سے مسودہ تیار کروا کے وزیر مصر کی معرفت سلطان مراد کو بھیجا اور ادھر تعمیر کے انتظامات جاری رکھے کیونکہ حج قریب تھا۔ چنانچہ فوری طور پر عارضی انتظام کر دیا گیا۔ 22 ربیع الثانی کو احاطہ کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ 9 رجب کو سلطان مراد کے وزیر تعمیرات بھی آئے۔ الغرض جملہ انتظامات کر کے شعبان کے آخر تک تعمیر مکمل ہو گئی۔ غلاف وغیرہ چڑھایا گیا اور یکم ذی القعدہ کو ہفتہ کے روز کعبہ کھول دیا گیا۔ کعبہ کے اندر غربی دیوار پر ایک لوح لگائی گئی جس میں بِسۡمِ اللّٰہِ کے بعد رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۔ (البقرہ:128) تحریر کیا گیا اور اس کے بعد اس مفہوم کی عبارت تھی:

''اس بیت العتیق کی تجدید کا شرف سلطان مراد کو آواخر رمضان 1040ھ میں حاصل ہوا''۔

مصنف تاریخ کعبہ کے مطابق کعبہ میں سنگ مرمر کی اور تختیاں بھی اس مضمون کی مرمت یا تعمیر کے بارہ میں لگی ہوئی ہیں جن کی تعداد سات ہے۔

(تاریخ الکعبۃ المعظمۃ ص 138 تا 140)

شعائرِ کعبہ

کعبہ سے تعلق رکھنے والی درج ذیل چیزوں کا بخاری میں ذکر ہے۔ حجر اسود، کعبہ کا مال اور خزانہ، کعبہ کا غلاف اور کعبہ کے اندر بتوں کا بھی تذکرہ ہے جس کی کسی قدر تفصیل پیش ہے۔

حجر اسود

حجر اسود کے متعلق روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کا بوسہ لیا اور کہا:

''میں جانتا ہوں تو محض ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا''۔

(کتاب المناسک باب قول اللہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام)

حجر اسود کو رکن اسود بھی کہتے ہیں یہ ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ کے کونے میں شرقی جانب دروازہ کے قریب ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب کعبہ تعمیر کر رہے تھے تو جبرائیل آسمان سے یہ پتھر لائے تھے اور گردش زمانہ کے باوجود یہ محفوظ رہا، جب جرہم کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی تو وہ حجر اسود ساتھ لے گئے لیکن اونٹ اسے اٹھا نہ سکتا تھا چنانچہ وہ اسے ایک جگہ دبا کر چلے گئے۔ بعد میں قریش کو نشاندہی کی گئی اور انہوں نے اسے واپس لا کر کعبہ میں لگایا۔ ایک دفعہ قرامطی بھی حجر اسود کو چرا کر لے گئے تھے جو بائیس سال بعد واپس آیا۔ قریش کی تعمیر اور ابن زبیر کی تعمیر کے وقت اسے اپنی جگہ پر رکھنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ روایت بھی ہے کہ کعبہ کو آگ لگنے سے حجر اسود بھی متاثر ہوا اور اس کے چار ٹکڑے ہو گئے تو ابن زبیرؓ نے اس پر چاندی چڑھا کر ان ٹکڑوں کو جڑوا دیا۔ سلطان مراد کی تعمیر میں بھی اسے چاندی سے جوڑا گیا۔

(تاریخ الکعبۃ المعظمۃ صفحہ 151۔209)

خزانۂ کعبہ

کعبہ کے خزانہ اور مال کے متعلق ابو وائل نے روایت کی ہے کہ میں کعبہ میں شیبہ کے ساتھ (کعبہ کی) کرسی پر بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ اسی

جگہ پر حضرت عمرؓ بیٹھے تھے اور فرمایا تھا کہ میں نے چاہا کہ کعبہ میں کوئی زرد اور سفید چیز نہ رہنے دوں مگر اسے تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا: آپؓ کے دونوں ساتھیوں (آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ اس پر فرمایا: یہ دونوں ایسے وجود ہیں جن کی میں پیروی کرتا ہوں (ورنہ ضرور ایسا کرتا)۔

(بخاری کتاب المناسک باب قول اللہ جعل اللہ الکعبۃ...الخ)

قرطبی کہتے ہیں کہ صفراء و بیضاء (زرد وسفید) سے مراد کعبہ کے زیورات نہیں لیکن شارح بخاری علامہ عینی کے نزدیک اس سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ قرطبی نے مزید کہا ہے کہ اس سے کعبہ کا خزانہ مراد ہے جو اسے تحائف کے طور پر حاصل ہوتا تھا اور جو اس کی ضرورت و اخراجات سے بچ رہتا وہ جمع کر دیا جاتا لیکن زیورات کعبہ پر وقف تھے۔ خرچ یا تصرف ان میں نہیں کیا جاتا تھا۔ کرمانی کے نزدیک کسوۂ کعبہ سے مراد سونا اور چاندی ہے اور علامہ عینی کے نزدیک کسوہ سے مراد کعبہ کا تمام مال ہے جن میں کعبہ کا غلاف بھی شامل ہے۔ یاد رہے اَنْ لَّا اَدَعَ فِیْھَا صَفْرَآءَ وَلَا بَیْضَآءَ والی حدیث امام بخاری ''کسوۃ الکعبۃ'' کے باب میں لائے ہیں۔

جہاں تک کعبہ کے خزانہ کا تعلق ہے اس کے زیورات کے متعلق لکھا ہے کہ سب سے پہلے عبدالمطلب بن ہاشم نے سونے کے دو ہرن (جو زمزم کے کنوئیں سے ملے تھے) کعبہ کو چڑھائے۔ یہ روایت بھی ہے کہ یہ دونوں ہرن ایرانی بادشاہ ساسان بن بابک نے کعبہ کے لئے بطور تحفہ بھجوائے تھے۔ اسی طرح جواہرات، تلواریں اور سونا بھی بھیجا جاتا تھا جو زمزم میں دفن ہوا۔ عرب اور دوسرے بادشاہ بھی کعبہ کو تحفے بھجوایا کرتے تھے جو کعبہ کے کنوئیں میں محفوظ ہوتے تھے۔

اسلامی عہد میں ابن زبیرؓ، عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک کے کعبہ پر مال چڑھانے کا ذکر ہے۔

(تاریخ الکعبۃ المعظمہ صفحہ 203تا204)

غلاف کعبہ

غلاف کعبہ کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عاشوراء (دسویں محرم) کو رمضان کی فرضیت سے قبل روزہ رکھا جاتا تھا۔

اسلام سے بہت پہلے کعبہ کو غلاف پہنانے کا رواج تھا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ تُبّع نے سب سے پہلے کعبہ کو لباس پہنایا، بعض روایات میں پہلا غلاف حضرت اسماعیلؑ کی طرف اور بعض کے مطابق ان کے بیٹے عدنان کی طرف بھی منسوب ہے۔

ان آراء میں تطبیق اس طرح کی گئی ہے کہ اسماعیلؑ نے سب سے پہلے غلاف پہنایا ان کے بعد سب سے پہلے عدنان نے اور یمنی چادریں سب سے پہلے اسعد تُبّع نے پہنائیں۔ پھر جاہلیت میں لوگ غلاف پہناتے رہے۔ ابن ہشام کی روایت ہے کہ اسعد نے ایک خواب کی بنا پر نہایت عمدہ اور بہترین کپڑا کعبہ کو پہنایا۔ تقی فاسی نے قریش کی تعمیر کے وقت یمنی چادریں پہنانے کا ذکر کیا ہے۔ ابن حجر کے مطابق خالد بن جعفر نے پہلی بار ریشم کعبہ کو پہنایا اور دارقطنی کی روایت کے مطابق نُتَیلہ بنت حبان والدہ عباس بن عبدالمطلب نے۔ الغرض عرب اسلام سے قبل غلاف کعبہ کا خاص اہتمام کرتے اس میں فضائل و مفاخر خیال کرتے اور جب بھی جو چاہتا اور جس قسم کا غلاف چاہتا پہناتا۔ غلافوں پر غلاف پہنائے جاتے جب یہ بھاری یا بوسیدہ ہو جاتے تو انہیں اتار لیا جاتا۔ ابن حجر واقدی کی روایت لائے ہیں کہ جاہلیت میں کعبہ کو چمڑے کا غلاف پہنایا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے یمنی کپڑا پہنایا پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے قبطی کپڑا اور حجاج نے دیباج (ریشم) پہنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قباطی پہنانے کی بھی روایت ہے۔ ازرقی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کو خطبہ دیا اور فرمایا یہ عاشوراء کا دن ہے جس میں سال ختم ہو جاتا ہے اور کعبہ کو لباس پہنایا جاتا ہے۔ معاویہؓ کے متعلق رمضان میں قباطی اور عاشوراء کے دن ریشم پہنانے کی روایت ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں غلاف کعبہ مصر میں تیار ہوتا تھا۔ مامون کے زمانہ میں کعبہ کو تین غلاف سال میں پہنائے جانے لگے ان غلافوں یا چادروں پر غلاف دینے والے بادشاہ یا امیر کا نام مع سن کے لکھا ہوتا تھا۔ 160ھ میں خلیفہ مہدی نے حج کیا تو خدام کعبہ نے کہا کہ عمارت کمزور ہے اور غلاف زیادہ اور بھاری ہیں تو مہدی نے صرف ایک غلاف کا حکم دیا۔ 466ھ میں سلطان محمود سبکتگین نے بھورے رنگ کا غلاف چڑھایا۔ اس کے بعد سیاہ غلاف کا طریق چل پڑا۔ نویں صدی میں سیاہ غلاف پر طراز کے علاوہ آیات بھی نقش کی جانے لگیں۔ عباسی خلفاء کے علاوہ مصری بھی کعبہ کو خلعت پہناتے رہے۔ 750ھ سے ملک صالح اسماعیل قلدون نے کعبہ کے ہر سال کے غلاف اور حجرۂ نبوی و منبر نبوی کے ہر پانچ سال بعد غلاف کے لئے مستقل طور پر تین بستیاں وقف کر دیں۔ سلطان سلیمان نے ان میں اضافہ کیا۔ تیرھویں صدی تک یہ وقف رہا، اس کے بعد محمد علی پاشا نے یہ وقف توڑا اور حکومت وقت خلعت کعبہ کا اہتمام کرنے لگی۔

(تاریخ الکعبۃ المعظمہ صفحہ 270)

عاشوراء وہ دن تھا جس دن کعبہ کو پوشاک پہنائی جاتی تھی (کتاب المناسک باب قول اللہ جعل اللہ)۔ دوسری روایت انسؓ بن مالک کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سر پر ڈھال تھی۔ آپ نے اسے اتارا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں (استار کعبہ) سے چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے قتل کر دو (کتاب الجہاد باب قتل الاسیر)۔ امام بخاری نے اس سلسلہ میں کسوۃ الکعبۃ کے عنوان سے باب قائم کیا ہے (جس سے غلاف بھی مراد ہے)۔

(کتاب المناسک باب کسوۃ الکعبۃ)

خانہ کعبہ کے بت

خانہ کعبہ تمام عالم کی ہدایت و برکت کا مرکز بنایا گیا تھا مگر اہل مکہ نے اسے صنم کدہ بنا دیا وہ بت پرستوں کا تیرتھ بن گیا۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول خدا کا جب مکہ میں ورود ہوا تو بیت اللہ کے گرد 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو ایک چھڑی سے مارتے جاتے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔ (بنی اسرائیل:82) وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ۔ (سباء:50)

کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا، حق آ گیا اور باطل کوئی چیز پیدا نہیں کرتا اور کسی ہلاک شدہ چیز کو واپس نہیں لا سکتا ہے۔

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ بیت اللہ میں داخل ہونے سے رک گئے کیونکہ اس میں اصنام تھے۔ آپ کے ارشاد پر ان کو نکالا گیا۔ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے بت نکالے گئے ان کے ہاتھوں میں تیر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ان مشرکین پر لعنت کرے ان کو معلوم ہے کہ ان دونوں (ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ) نے تیروں سے کبھی قسمت معلوم نہیں کی تھی۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔

(کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان)

کعبہ کے اندر عمرو بن لحیّ نے سب سے پہلے بت رکھے تھے۔

چاہ زمزم

پانی کا وہ چشمہ زمزم کہلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کے لئے جاری کیا اور جس پر جرہم قبیلہ آ کر آباد ہو گیا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب النسلان فی المشی)

جب جرہم قبیلہ کو خزاعہ نے مکہ سے نکال دیا تو مکہ سے کوچ کرتے ہوئے انہوں نے زمزم میں اپنے اموال دفن کر کے اسے بند کر دیا۔ زمزم کو دوبارہ کھودنے کا سبب حضرت عبدالمطلب کا ایک خواب ہوا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں حجر میں سویا ہوا تھا ایک شخص نے آکر کہا: ''طیبہ کھودو''۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ دوسرے روز اس نے ''برۃ'' اور تیسرے روز ''مضنونہ'' کھودنے کے متعلق کہا۔ آخر چوتھے دن خواب میں اس نے کہا کہ زمزم کھودو۔ اگر تم اسے کھودو گے تو رسوا نہیں ہو گے۔ میں نے پوچھا ''زمزم کیا ہے؟'' وہ بولا ''تمہارے جد امجد کی میراث''۔ پھر اس نے کچھ علامات بتائیں عبدالمطلب نے دوسرے روز اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اور کدال کے ساتھ اساف اور نائلہ بتوں کے درمیان جہاں قریش بتوں کے لئے قربانیاں چڑھایا کرتے تھے کھدائی کی۔ یہ روایت بھی ہے کہ ایک کوے نے اس جگہ کو کھود کر نشاندہی کی۔ کھودنے پر کنواں نکل آیا۔ جب قریش کو اس بات کا علم ہوا کہ عبدالمطلب کی امید بر آئی ہے تو ان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ ہمارے باپ اسماعیل کا کنواں ہے اور اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ ہمیں اپنے ساتھ اس میں شریک کرو۔ عبدالمطلب کے انکار پر انہوں نے جنگ کی دھمکی دی۔ تو آپ نے کہا کہ کوئی ثالث مقرر کر لو۔ بنی سعد بن حذیم کی کاھنہ جو شام کے قریب رہتی تھی ثالث مقرر ہوئی، عبدالمطلب بنو عبد مناف کے افراد کو اور قریش کے دوسرے قبائل اپنے اپنے کچھ لوگوں کو لے کر چل پڑے۔ حجاز اور شام کے ایک جنگل میں عبدالمطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا۔ جاں بلب ہونے لگے تو قریش سے پانی مانگا انہوں نے انکار کیا، ساتھیوں سے عبدالمطلب نے مشورہ کیا تو انہوں نے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرنے کا عہد کیا، آپ نے حکم دیا تم میں سے ہر شخص ایک ایک گڑھا کھودے جب تم میں سے کوئی مر گیا تو دوسرا اسے اس میں دفن کر دے گا اس طرح آخری شخص کے سوا سب دفن ہو جاؤ گے اور ضائع ہونے سے بچ جاؤ گے۔ سب نے تعمیل کی۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمارا اپنے آپ کو اس طرح موت کے سپرد کر دینا بغیر کسی سعی و تلاش کے عاجزی کی دلیل ہے، پس اٹھو اور کوچ کرو، قریش کے دوسرے قبائل سارا تماشہ دیکھ رہے تھے، عبدالمطلب سوار ہوئے، جب اونٹ اٹھا تو اس کے پاؤں تلے سے میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا، عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، خود پانی پیا اور مشکیزے بھر لئے، پھر قریش کے قبائل کو بلا کر کہا کہ تم بھی پانی لے لو۔ اللہ نے ہمیں پانی پلایا ہے، آپ کے ساتھیوں نے قریش کو پانی نہ دینے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا: پھر تو ہم ان جیسے ہوئے۔ قریش کے قبائل نے آکر پانی پیا اور کہا اے عبدالمطلب! ہم زمزم کے بارہ میں آپ سے نہیں جھگڑیں گے، جس خدا نے آپ کو یہ پانی پلایا ہے اسی نے آپ کو زمزم عطا کیا ہے۔ پس اپنے زمزم کے پانی کی طرف کامیاب لوٹے۔ الغرض کاھنہ کے پاس جانے کی بجائے سب واپس لوٹے۔ عبدالمطلب کو کنواں کھودنے پر سونے کے دو ہرن ملے جو جرہم نے دفن کئے تھے کچھ تلواریں اور زرہیں بھی ملیں۔ قریش نے کہا: ان میں ہمارا حق ہے آپ نے کہا آؤ قرعہ اندازی سے فیصلہ کر لیتے ہیں۔ آپ نے دو حصے کعبہ کے، دو اپنے اور دو قریش کے

بنائے کہ جس کا حصہ نکلا وہ لے لے گا، قریش نے تسلیم کرلیا، چنانچہ ہرنوں کا قرعہ کعبہ کے نام، اور تلواروں اور زرہوں کا عبدالمطلب کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے تلواریں بھی کعبہ کے دروازے پر لٹکادیں اور سونے کے ہرنوں سے کعبہ میں سونے کی پلیٹیں لگوائیں۔ یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبہ کو آراستہ کیا گیا۔

(سیرت ابن ہشام جز اول ص 122، 123ایڈیشن 1937ء) (الکامل فی التاریخ لابن اثیر المجلد الثانی ص 12 ایڈیشن 1965ء از بیروت)

کعبہ یمانیہ

اہل مکہ (قریش) کو کعبہ کی عظمت وشان اور مذہبی اہمیت کے باعث کئی سیاسی اور تجارتی و اقتصادی فوائد حاصل تھے جو ان کے معاندین خصوصاً نصاریٰ کے لئے حسد کا موجب تھے۔ اس کے علاوہ خود عرب قبائل نے بھی کعبہ کی وجہ سے قریش کی دینی و مالی اہمیت کو دیکھ کر اس کے متوازی معبد بنا لئے تھے۔ ان کو بھی تحائف اور قربانیاں آتی تھیں۔

چنانچہ یمن کے قبائل خثعم اور بجیلہ وغیرہ نے ایک عمارت تعمیر کر کے اس میں بت رکھے جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ اسے کعبہ معظّمہ کے مقابل پر کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کا نام دیا گیا۔ الخلصہ بھی اس کا نام تھا اور اس کے بڑے بت کا نام ذوالخلصہ تھا۔

اسی نوعیت کا ایک اہم تاریخی واقعہ عیسائی حاکم ابرہہ کا ہے جس نے یمن میں کعبہ تعمیر کرایا تھا۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ عبدالمطلب کے زمانہ میں زمزم کے مل جانے کے باعث قریش کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اور حبشی اور اردگرد کے دوسرے قبائل مکہ کا قصد کرنے لگے۔ قیصر روم کی طرف سے اس وقت یمن کا گورنر ابرہۃ الاشرم مقرر ہوکر آیا جو حبشی تھا۔ اس نے جب خانہ کعبہ اور قریش کی یہ اہمیت دیکھی تو قیصر روم کو لکھا کہ وہ صنعاء میں ایک گرجا تعمیر کرنا چاہتا ہے اور اس سے مدد طلب کی۔ اس پر قیصر نے سامان اور کاریگر بھجوائے۔ ابرہہ نے عمارت مکمل کرواکے نجاشی شاہ حبشہ کو لکھا کہ عرب کے حاجی کعبہ کے بجائے یمن کے کلیسا کی طرف مائل ہوں اور قریش کی تجارت صنعاء میں جائے۔ خدام کعبہ کو اس بات سے بہت جوش پیدا ہوا چنانچہ بنی مالک بن کنانہ کا ایک آدمی یمن گیا۔ اس گرجا کی بے حرمتی کی بعض روایات کے مطابق اس میں پاخانہ کیا اور آگ لگادی اور نقصان پہنچایا۔

ابرہۃ الاشرم آگ بگولا ہوگیا اس نے کعبہ معظّمہ کو گرادینے کی قسم کھائی اور ایک لشکر جرار حبشیوں کا تیار کیا جس کے آگے نو ہاتھی تھے۔ بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا۔ الغرض اس نے کعبہ کا قصد کیا اور مکہ کے قریب مغمّس مقام پر آکر ڈیرے ڈال دیئے۔ مؤرخ سدیو کے مطابق یہ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ طبری کے مطابق ابرہہ نے یہاں سے ایک حبشی اسود نامی کو مکہ بھیجا جو قریش کے اموال اور عبدالمطلب کے دو سو اونٹ ہانک لایا۔ اس وقت عبدالمطلب قریش کے سردار تھے، قریش کنانہ، ہذیل لڑائی پر آمادہ ہوئے لیکن انہوں نے دیکھا کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ابرہہ نے حناطہ حمیری کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ میں جنگ کرنے نہیں کعبہ گرانے آیا ہوں اگر تعرض نہ کروگے تو خون بہانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر عبدالمطلب اس کے پاس آئے اور ابرہہ سے کہا: ’’میرے اونٹ واپس کر دو‘‘۔ ابرہہ نے ترجمان کے ذریعہ پوچھا کہ تم مجھ سے دو سو اونٹوں کی بات کرتے ہو اور اپنے باپ دادا کے دینی گھر کو چھوڑتے ہو جسے میں گرانے آیا ہوں۔ عبدالمطلب نے جواب دیا میں تو ان اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا بھی ایک رب ہے جو اس کی حفاظت کرے گا۔ پھر ابرہہ سے تہامہ کا تہائی خراج دے کر واپس جانے کی درخواست کی مگر وہ نہ مانا۔ اس نے حملہ کا ارادہ کیا تو اگلا ہاتھی محمود بیٹھ گیا وہ کعبہ کا رخ نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس دوران سمندر سے پرندے آئے اور انہوں نے لشکر پر کنکر برسائے جسے یہ کنکر لگتے وہ مرجاتا۔ اس پر وہ شکست خوردہ ہوکر وہاں سے بھاگے۔

ابرہہ کی یہ ناکامی عربوں کی سیاسی زندگی کے لئے ایک اہم موڑ ثابت ہوئی اور اس سال سے انہوں نے کئی تاریخیں وابستہ کر دیں یہ سال عام الفیل کہلایا۔ بقول مسٹر براؤن:

The years of the elephant marked an epoch in the development of their national life

کہ یہ سال عربوں کی قومی زندگی میں ایک نئے دور کے آغاز کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ الغرض اس واقعہ سے حرم کعبہ اور قریش مکہ کا احترام دوبالا ہوگیا۔

(تاریخ الاسلام السیاسی الجزء الاول صفحہ 72-73)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و بت پرستی کے اس گھر کو ختم کرنے کے لئے حضرت جریرؓ کو فرمایا:

’’کیا تم مجھے ذوالخلصہ سے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟‘‘

چنانچہ حضرت جریرؓ احمس قبیلہ کے سو گھوڑ سواروں اور پچاس پیدل مجاہدین کو لے کر یمن گئے اور اس نام نہاد کعبہ کو آگ سے جلا کر منہدم کر دیا۔ جریرؓ جب یمن گئے تو وہاں ایک شخص تیروں سے قسمت معلوم کر رہا تھا اسے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ایلچی یمن میں آئے ہیں اگر تم ان کے قابو آ گئے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ ابھی وہ تیر چلا رہا تھا کہ جریرؓ آ گئے اور فرمایا یا تو ان تیروں کو توڑ کر اسلام قبول کر لو یا میں تمہاری گردن اتار دوں گا۔ اس نے تیر توڑ دیئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ جریرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالخلصہ کے گرانے کی خبر ابوارطاۃ کے ذریعہ بھجوائی۔ رسول خدا ﷺ نے جریرؓ کے قبیلہ احمس کے گھوڑ سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

(کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصہ)

انتظام کعبہ

کعبہ کے انتظام و انصرام اور ہر سال بیت اللہ کا قصد کرنے والے ہزاروں انسانوں کی خدمت کے لئے مختلف قبائل کام کیا کرتے تھے۔ جن میں سے سقایہ، رفادہ اور حجابہ قابل ذکر ہیں۔

1۔ سقایہ

یعنی حج کے ایام میں حاجیوں کے لئے پانی کا انتظام۔ مکہ میں پانی کی قلت اور آدمیوں کی کثرت کے باعث اس امر کا خاص انتظام کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام بنو ہاشم میں تھا حضرت عباسؓ اس کی نگرانی فرماتے تھے۔ یہ لوگ زمزم سے پانی نکال کر کعبہ کے قریب حوضوں میں جمع کر لیتے۔ رات کو حوض بھر لیتے تا مسافروں کو دقت نہ ہو۔ یہ حوض ہاشم نے بنوائے تھے۔

ابن عمیر سے روایت ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت طلب کی۔ ان کے سپرد حجاج کو پانی پلانے کی ڈیوٹی تھی رسول خدا نے اجازت دے دی۔

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف لائے جہاں پانی پلایا جاتا تھا اور آپ نے پانی طلب فرمایا: حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی والدہ سے پانی لاکر دو، رسول اللہ نے پھر فرمایا کہ ’’مجھے پانی پلاؤ‘‘۔ حضرت عباسؓ نے عرض کی حضور! لوگ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے ہیں فرمایا: ’’پلادو‘‘[حضرت عباسؓ نے ڈول حضور کو پکڑا دیا۔ حضورؐ نے پانی نوش فرمایا۔ پھر آپ ’زمزم‘ پر تشریف لے گئے وہاں عباس کے خاندان کے لوگ زمزم سے پانی نکال رہے تھے۔ فرمایا: تم نیک کام کر رہے ہو، یہ خدمت بجالاتے رہو اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ حاصل کر کے یہ خدمت لے لیں گے تو میں اتر کر اپنے کندھوں پر رسی رکھتا اور تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔

(بخاری کتاب الحج باب سقایۃ الحاج)

حضرت اسماعیلؑ کے بعد تولیت مکہ ان کے بیٹے نابت پھر جرہم اور پھر خزاعہ کے پاس رہی۔ لیکن ان ایام میں کوئی منظم انتظامات کا ذکر نہیں ملتا۔ جب تولیت کعبہ قصّی کے ذریعہ قریش میں آئی تو انہوں نے حاجیوں کے انتظامات کے سلسلہ میں تین شعبے قائم کئے۔ سقایہ، رفادہ اور حجابہ۔

2 ۔ رفادہ

یعنی ایام حج میں غریب حاجیوں کی اعانت کا انتظام۔ اس کام کے لئے قریش ہر سال چندجمع کرتے۔ یہ کام بنو نوفل میں تھا اور حارث بن عامر کے سپرد تھا۔

3۔ حجابہ

یعنی کعبہ کی دربانی اور کلید برداری کا انتظام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بنو عبدالدار میں تھا اور عثمانؓ بن طلحہ کے سپرد تھا یہ تینوں کام قصّی نے اپنی زندگی میں اپنے پاس رکھے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 129تا 130)

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسامہؓ قصواء اونٹنی پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ بلالؓ اور عثمانؓ بن طلحہ ساتھ تھے۔ بیت اللہ کے پاس آپ نے اونٹنی بٹھائی اور عثمانؓ سے کہا: چابی لاؤ، وہ چابی لے آئے۔ آپ کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ آنحضرت ﷺ، اسامہؓ، بلالؓ اور عثمانؓ بن طلحہ اندر گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ آپ دن کا کافی حصہ وہاں رہنے کے بعد باہر آئے۔

(بخاری کتاب الحج باب حجۃ الوداع)

زہری سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو جب چابیاں لینے حضور نے بھیجا تو انہوں نے غیرمعمولی تاخیر کر دی حضور اس کے منتظر تھے اور پسینہ سے شرابور تھے۔ آپ نے پوچھا: اس نے دیر کیوں کر دی۔ ایک آدمی دوڑ کر ان کے گھر گیا تو اس نے دیکھا اس کی والدہ چابیاں نہ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر آج ان لوگوں نے تم سے چابیاں لے لیں تو پھر کبھی واپس نہ آئیں گی۔ بصد مشکل اس نے چابیاں دیں۔ حضورؐ نے کعبہ کھولا۔ فارغ ہو کر چابیاں حضرت عثمانؓ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: ’’یہ ہمیشہ کے لئے تمہارے سپرد کرتا ہوں اور میں یہ تمہارے حوالے نہیں کر رہا اللہ نے تمہیں سونپی ہیں‘‘۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 14)

رحمت اللہ بندیشہ۔ استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی

خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں عید الاضحیہ کے احکام و مسائل

حضرت انس؄ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ دو دن کھیل کود کے لئے منایا کرتے تھے۔حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:ان دو دنوں کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں بھی ان دنوں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے دو دن عطا فرمائے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔ ایک عید الاضحیٰ دوسرا عید الفطر۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب صلوۃ العیدین)

عید قربان کا حقیقی مقصد

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عید الاضحیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’آج ہم عید الاضحیٰ منا رہے ہیں جو قربانی کی عید بھی کہلاتی ہے۔اس عید پر جن کو توفیق ہے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں، پھر حج کرنے والوں کی طرف سے ہزاروں لاکھوں جانور ذبح ہو رہے ہوتے ہیں، تو آج کروڑوں جانور ذبح ہو رہے ہوں گے دنیا میں آج یا کل۔لیکن کیا یہ قربانی اور عید کی خوشیاں جو ہیں جو ہم عید پر مناتے ہیں یہی اس عید کا مقصد ہیں۔ یہ بکرے اور بھیڑیں ذبح کرنا اور خود بھی باربی کیو سے لطف اُٹھانا گوشت سے تکّے بنا کر اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اپنے ساتھ اس میں شامل کرنا کیا یہی اس قربانی کا مقصد ہے؟ کیا یہ کوئی ایسا کام ہے جس پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہو اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے اس بات پر کہ آج میں تم پر بہت خوش ہوں کہ تم بکرے اور بھیڑیں اور گائیاں اور بعض لوگ اُونٹ بھی ذبح کرتے ہیں کہ جو جانور ذبح کر رہے ہو؟۔۔قربانی کی عید کے پیچھے صرف اتنی سی بات نہیں ہے کہ بکرا ذبح کرلو اور عید کی نماز کے بعد سب سے پہلا یہی کام کرو کہ بکرا ذبح کرنا ہے اور اس کے بعد اس کا گوشت کھانا ہے۔۔۔پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر سال جو عید آتی ہے اس سے ہم اپنے روحانی معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں، اپنی قربانیوں کے معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اِن بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کرنے سے کوئی غرض نہیں۔اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ تو وہ مقصد پورا کرنے والے انسان دیکھنا چاہتا ہے۔ورنہ یہ گوشت وغیرہ جو ہیں یہ تو صرف اگر صرف ذبح کرنے کی نیت سے ہی کئے جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔۔۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر سال جب عید الاضحیٰ مناتے ہیں تو وہ روح تلاش کریں جو ان قربانیوں کے پیچھے ہونی چاہئیے اور ہے اور وہ روح کیا ہے، اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دے دیا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ لیکن تمہارے دل کا تقویٰ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔۔۔پس یہ ظاہری نمونے اس روح کو قائم کرنے کے لئے ہیں، ورنہ ہمارا جانور قربانی کرنا یہ نیکی نہیں ہے، نہ گوشت کھانا نیکی ہے، نہ ہی یہ گوشت اور خون اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 20دسمبر 2007ء)

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ عید مناؤ اس لئے کہ یہ قربانی کی عید تمہیں قربانی کے اسلوب سکھاتی ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی طرف توجہ دلاتی ہے، ان حکموں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو تقویٰ کے معیار بلند کرتے ہیں، اُن ماں، بیٹا اور باپ کی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے، جنہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا، جو صرف چھری پھروانے اور پھیرنے کے عارضی نمونہ دکھانے والے نہیں تھے، بلکہ مسلسل لمبا عرصہ قربانیاں دینے والے تھے، جنہوں نے دنیا کو امن اور سلامتی کے اسلوب سکھانے کے لئے، نہ صرف اپنے جذبات کو قربان کیا، اپنے آرام کو قربان کیا، اپنے وطن کو قربان کیا بلکہ ان دعاؤں میں مسلسل لگے رہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی ایسا انتظام کر دے (کہ وہ) دنیا کے لئے امن اور سلامتی دینے والے بن جائیں، تقویٰ کی وہ راہیں دکھانے والے ہوں (اور وہ) اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کر دیں، جن کے نمونے دنیا کے لئے ہمیشہ کے لئے رہنما بن جائیں۔ پس حضرت ابراہیم؈ اور آپؑ کی بیوی اور بیٹے کی قربانی کی یاد میں جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور مناسکِ حج ادا کرتے ہیں یہ ظاہری قربانیاں اور اظہار نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑے مقصد کی طرف توجہ دلانے والی ہیں، ہماری قربانیاں جو بکروں، بھیڑوں اور گائیوں کی ہم کرتے ہیں، یہ صرف ہماری بڑائی کے اظہار یا لوگوں پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنے کے لئے نہیں کہ فلاں شخص نے بڑا خوبصورت اور مہنگا دنبہ قربان کیا یا فلاں نے بڑی خوبصورت اور مہنگی گائے قربان کی۔ اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ردّ کرنے کے قابل ہیں، اِسی طرح ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں یہ، جس طرح نمازیں ہلاکت کا باعث بنتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھی جاتیں، بلکہ صرف دکھاوے کی ہوتی ہیں۔۔۔ پس ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتی ہے اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں۔۔۔ ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ماننے والے ہیں، ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اُس روح کی تلاش کریں جو اِن قربانیوں کی روح ہے ...اللہ کرے کہ۔۔۔ یہ حقیقی ادراک مسلمانوں میں پیدا ہو کہ حضرت ابراہیم؈ اور حضرت اسماعیل؈ کی قربانی، خانہ کعبہ کی تعمیر اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد، اپنی قربانی کے معیار کو بلند کرتے ہوئے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا قیام اور سلامتی اور امن کو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی رنگ میں اس قربانی کا ادراک عطا فرمائے اور... ہم قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے اپنے حق ادا کرنے والے بنیں۔ دنیا کو امن اور سکون اور سلامتی دینے والے بنیں۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ بیان فرمودہ 06اکتوبر 2014ء)

تکبیرات عید الاضحیہ

حضور ﷺ نو ذوالحجہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذوالحجہ کی نماز عصر تک تمام فرض نمازوں کے بعد بالعموم تکبیرات پڑھتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں لکھا ہے:

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ یُکَبِّرُ فِیۡ صَلَاۃِالۡفَجۡرِ یَوۡمَ عَرَفَۃَ اِلٰی صَلَاۃِ الۡعَصۡرِ مِنۡ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشۡرِیۡقِ حِیۡنَ یُسَلِّمُ مِنَ الۡمَکۡتُوۡبَاتِ

(دار قطنی کتاب العیدین حدیث نمبر:27)

اسی طرح ایک اور حدیث میں لکھا ہے:

عَنۡ عَلِیٍّ وَّعَمَّارٍ اَنَّ النَّبِیَّؐ کَانَ یُکَبِّرُ مِنۡ یَوۡمِ عَرَفَۃَ صَلٰوۃَ الۡغَدَاۃِ وَ یَقۡطَعُھَا صَلٰوۃَ الۡعَصۡرِ اٰخِرَ اَیَّامِ التَّشۡرِیۡقِ

ترجمہ:۔حضرت علی؄ اور حضرت عمار؄ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نو ذوالحجہ کی نماز فجر سے تیرہ ذوالحجہ کی نماز عصر تک تکبیرات کہا کرتے تھے۔

(المستدرک للحاکم کتاب العیدین باب تکبیرات التشریق)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت قرآنی وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ یعنی اور اللہ کو (بہت) یاد کرو، خصوصاً اِن گنتی کے چند دنوں میں (البقرہ 204) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں جن مقررہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا خصوصیت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے وہ ایام تشریق ہیں۔یعنی 11۔ 12۔ 13ذوالحجہ یا ایام مِنٰی ہیں۔ جو دسویں تاریخ سے شروع ہوتے ہیں اور 13 کو ختم ہو جاتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 448)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہم عید کی نماز میں جو بہت سی تکبیریں کرتے ہیں بلکہ ایام تشریق میں برابر تکبیر بلند کرتے رہتے ہیں تو گویا ابراہیم کی قربانی کے لئے اپنے جذبات استحسان کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد دوم صفحہ 204)

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ نے ’’سنت احمدیہ‘‘ کے نام سے 1910ء میں ایک کتاب لکھی جس کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’میں نے اس کتاب کو پڑھا۔ کتاب ہر ایک پہلو میں مجھے پسند ہے۔‘‘

(سنت احمدیہ صفحہ 84)

اس میں وہ لکھتے ہیں:

’’عید الاضحیٰ میں نویں حج کی صبح سے لیکر تیرہویں کی عصر تک 23 نمازوں میں بعد فرض پڑھنے کے بھی تکبیریں آئی ہیں۔ جو سنت ہیں۔‘‘

(سنت احمدیہ صفحہ 54 مطبوعہ بدر پریس قادیان، اپریل 1910ء بار اوّل)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ان دنوں میں تیسرے دن تک تکبیر تحمید کیا کرتے تھے اور اس کے مختلف کلمات ہیں اصل غرض تکبیر و تحمید ہے خواہ کسی طرح ہو اور اس کے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسری سے ملتی تھیں تو تکبیر کہتی تھیں۔ مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے۔ کام میں لگتے تو تکبیر کہتے لیکن ہمارے ملک میں یہ رائج ہے کہ محض نماز کے بعد کہتے ہیں اس خاص صورت میں کوئی ثابت نہیں اور یہ غلط طریق رائج ہوگیا۔ باقی یہ کہ تکبیر کس طرح ہو یہ بات انسان کی اپنی حالت پر منحصر ہے جس کا دل زور سے تکبیر کہنے کو چاہے وہ زور سے کہے جس کا آہستہ وہ آہستہ

مگر آواز نکلنی چاہئے۔''

(الفضل 17 اگست 1922ء، الفضل 11 ستمبر 1951ء)

سوال:۔ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوجائیں۔ تو نماز جمعہ کی ادائیگی کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَآءَ أَنْ يَّأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا وَمَنْ شَآءَ أَنْ يَّتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ۔

(سنن ابن ماجہ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا۔بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر 1312)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاکؐ کے عہدمبارک میں دونوں عیدیں (جمعہ اور عید) جمع ہوگئیں تو آپؐ نے عید کی نماز پڑھا کر فرمایا جو جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے آجائے اور جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَنْ شَآءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

(سنن ابن ماجہ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا۔بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر 1311)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں جو چاہے اس کے لئے جمعہ کی بجائے عید کافی ہوگئی۔ اور ہم تو ان شاء اللہ جمعہ ضرور پڑھیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ متذکرہ بالا احادیث اور اس سے ملتی جلتی دیگر روایات میں بیان شدہ مضامین کی بابت فرماتے ہیں:

''رسول کریمؐ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو اجازت ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کرلیں مگر فرمایا ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔

کل بھی میرے پاس ایک مفتی صاحب کا فتویٰ آیا تھا کہ بعض دوست کہتے ہیں اگر جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ہو جائے تو قربانیوں میں ہم کو سہولت ہو جائے گی اور انہوں نے اس قسم کی حدیثیں لکھ کر ساتھ ہی بھجوا دی تھیں۔ میں نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جمعہ اور عید جب جمع ہو جائیں تو جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے مگر ہم تو وہی کریں گے جو رسول کریمؐ نے کیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اگر کوئی جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنا چاہے تو اسے اجازت ہے مگر ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔

ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دو دو (عیدیں) دیں ....

یعنی جمعہ بھی آیا اور عید الاضحیہ بھی آئی اور اس طرح دو عیدیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے جمع کر دیں۔ اب جس کو دو، دو چپڑی ہوئی چپاتیاں ملیں وہ ایک کو کیوں رد کرے گا۔ وہ تو دونوں لے گا سوائے اس کے کہ اسے کوئی خاص مجبوری پیش آجائے اور اسی لئے رسول کریمؐ نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے جمعہ نہ پڑھے تو دوسرے کو نہیں چاہئے کہ اس پر طعن کرے اور بعض لوگ ایسے ہوں جنہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہو تو دوسرے کو نہیں چاہئے کہ ان پر اعتراض کرے اور کہے کہ انہوں نے رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا۔''

(خطبہ عید الاضحیہ از حضرت مصلح موعودؓ فرمودہ 11 فروری 1938ء بحوالہ الفضل 15 مارچ 1938ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

''شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جائز ہے کہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ لیکن یہ بھی جائز ہے کہ عید اور جمعہ دونوں ہی پڑھ لئے جائیں۔ کیونکہ ہماری شریعت نے ہر امر میں سہولت کو مدنظر رکھا ہے۔ چونکہ عام نمازیں اپنے اپنے محلوں میں ہوتی ہیں لیکن جمعہ کی نماز میں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عید کی نماز میں بھی سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دن میں دو ایسے اجتماع جن میں دور دور سے لوگ آکر شامل ہوں مشکلات پیدا کر سکتا ہے اس لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اگر لوگ برداشت نہ کر سکیں تو جمعہ کی بجائے ظہر پڑھ لیں۔ بہرحال اصل غرض شریعت کی یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اکٹھے بیٹھ سکیں کیونکہ اسلام صرف دل کی صفائی کے لئے نہیں آیا۔ اسلام قومی ترقی اور معاشرت کے ارتقاء کے لئے بھی آیا ہے اور قوم اور معاشرت کا پتہ بغیر اجتماع میں شامل ہونے کے نہیں لگ سکتا۔''

(خطبہ جمعہ از حضرت مصلح موعودؓ فرمودہ 21 اگست 1956ء بمقام کراچی بحوالہ المصلح کراچی 20 اکتوبر 1956ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''میں نے عید کے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اگرچہ نماز ظہر ادا کرنی بھی جائز ہے مگر میں جمعہ ہی پڑھوں گا۔ جمعہ کا اجتماع بھی دراصل ایک عید ہی ہے اور اس میں دو سبق دئے گئے ہیں۔ ایک قومی اتحاد کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے اور دوسرے تبلیغ کی طرف۔ خطبہ کے لئے جمعہ کی نماز میں ظہر کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے دو رکعت کی کمی کر دی۔''

(خطبہ جمعہ 11 فروری 1939ء۔الفضل 19 فروری 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا کہ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں کو جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لئے انتظار کی تکلیف نہ دی جائے۔''

(بدر جلد 9 نمبر 10 ---- 30 دسمبر 1909ء صفحہ 1 تا 3)

سوال:۔ کیا قربانی دینے والے کو بال نہیں منڈوانے چاہئیں؟

جواب:۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''جب ذی الحجہ کا چاند نکل آئے تو جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اسے قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہیں کٹوانے چاہئیں۔''

(مسلم کتاب الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔ اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہو گیا ہے۔''

(الفضل 22 ستمبر 1917ء صفحہ 4)

قربانی کا فلسفہ اور حکمت

آیت قرآنی لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج:38) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج:38)

یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اُس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اُس سے اتنا ڈرو کہ گویا اُس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 99)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ اُن کا گوشت یا اُن کا خون خود اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ ان میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہندوؤں کے دیوتاؤں کی طرح خون کا پیاسا اور گوشت کا بھوکا ہے کہ وہ جانوروں کی قربانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور اُن کی جان کی قربانی کو شوق سے قبول فرماتا ہے اور قربانی کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دیا ہے کہ قربانیوں میں یہ حکمت نہیں ہے کہ ان کا گوشت یا اُن کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسانی قلب میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ پس وہ لوگ جو بکرے یا اونٹ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پالیا وہ غلطی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں کہ خود ہی جانور ذبح کیا اور خود ہی کھا لیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کو کیا۔ یہ تو تصویری زبان میں ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے اندر بڑی گہری حکمت پوشیدہ ہے جیسے مصور ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں مگر ان کی غرض صرف تصویر بنانا نہیں ہوتی بلکہ ان کے ذریعہ قوم کے سامنے بعض اہم مضامین رکھنے ہوتے ہیں...

اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار ہے پس جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔ اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ انسان جس امر کا تصویری زبان میں اقرار کرے عملاً بھی اسے پورا کر کے دکھاوے کیونکہ محض نقل جس کے ساتھ حقیقت نہ ہو کسی عزت کا موجب نہیں ہو سکتی۔

(تفسیر کبیر۔ جلد ششم، سورۃ الحج زیر آیت لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا صفحہ 57)

سوال: عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کس تاریخ سے کس تاریخ تک

ہوتی ہے؟

جواب:۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ۔

(مسند احمد بن حنبل جز 4 صفحہ 82 حدیث نمبر:16798)

ترجمہ:تشریق کے تمام ایام قربانی ہوسکتی ہے ۔

سنن دارقطنی میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ۔

(دارقطنی کتاب الاشربۃ وغیرھا باب الصید والذبائح والاطعمۃ)

ترجمہ:تشریق کے تمام دنوں میں قربانی ہوسکتی ہے ۔

ایام تشریق سے مراد ذوالحجہ کی گیارہ،بارہ اورتیرہ تاریخ ہے۔تشریق کے معنی گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنے کے ہیں۔عید الاضحیٰ کے بعد کے تین ایام کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔کیونکہ ان ایام میں قربانیوں کا گوشت خشک کیا جاتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 5/ اگست 1922ء کو قادیان میں خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

’’قربانی آج اور کل اور پرسوں کے دن ہوسکتی ہے لیکن اگرسفر ہو یا کوئی اورمشکل ہو توحضرت صاحبؑ کا بھی اوربعض اور بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ اس سارے مہینے میں قربانی ہوسکتی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد دوئم صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جائز ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک 13 تاریخ تک اور فقہاء کے نزدیک 12 تاریخ تک۔ کس پرعمل کرنا چاہیے؟حضور نے فرمایا:۔

’’قربانی ہمارے نزدیک 12تاریخ تک جائز ہے ہاں فقہاء نے 13 تاریخ بھی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتاہے کہ تعامل میں ضرور اس امر میں کچھ فرق ہوا ہے۔‘‘

(الحکم نمبر 5 جلد 9، 10 فروری 1905ء صفحہ11)

کیا موجودہ حالت میں قربانی کے جانور ذبح کرنے کی بجائے نقد روپیہ غرباء یا مستحقین کی ضروریات کے لیے استعمال ہوسکتا ہے ؟

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی زندگی میں تین حج کئے،دو ہجرت سے پہلے اور ایک ہجرت کے بعد

(ترمذی ابواب الحج باب ماجاء کم حج النبیؐ)

لیکن آپ نے ہر سال عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کی اورصحابہ کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے:

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرتؐ مدینہ کے دس سالہ قیام میں قربانیاں کیا کرتے تھے:

(ترمذی کتاب الاضاحی باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا: اے لوگو!ہرگھر کو ہر سال قربانی کرنی چاہیئے۔

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا)

مذکورہ بالا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہروہ شخص جو قربانی کا جانور پال کر یا خرید کرقربانی کرسکتا ہے اسے ضرورقربانی کرنی چاہیئے۔ آنحضرتؐ مدنی زندگی میں ہر سال قربانی کیا کرتے تھے حالانکہ مدنی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی تنگی کے تھے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ غریب اور مستحقین کی موجودگی کے باوجود نقد روپیہ ان میں تقسیم کرنے سے قربانی نہیں ہوتی۔ قربانی تو قربانی کرنے سے ہی ہوتی ہے ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ‘‘اور ہم نے ہر اُمّت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے تا کہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں۔‘‘

(الحج:35)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ قربانی کرنے کا جو طریق شریعت میں مقررشدہ ہے اسی طریق سے قربانی ہوتی ہے یعنی بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ کو ذبح کرنے سے ۔

11 فروری 1907ء کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط سے سوال پیش ہوا کہ کئی اشخاص نے ایک گائے قربانی کرنے کے لیے خریدی تھی جن میں سے ایک احمدی تھا۔غیر احمدیوں نے اس کو اس وجہ سے اس گائے کا حصہ قیمت واپس دے دیا کہ اس کا حصہ قربانی میں رکھنے سے قربانی نہ ہوگی۔اس لیے اس شخص نے لکھا کہ میں اپنی قربانی کا حصہ نقد قادیان میں بھیج سکتا ہوں یا نہیں؟

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا:

’’اس کو لکھو کہ قربانی کا جانور اس قیمت سے لے کر وہاں ہی قربانی کر دے۔‘‘

عرض کی گئی کہ اس کا حصہ قیمت جو گائے کے خریدنے میں تھا وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔اس سے دنبہ بکرا خرید نہیں سکے گا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’اس کو لکھو کہ تم نے جبکہ اپنے اوپر قربانی ٹھہرائی ہے اور طاقت ہے تو اب تم پر اس کا دینا لازم ہے اور اگر طاقت نہیں تو پھر اس کا دینا لازم نہیں۔‘‘

(الحکم 24 فروری 1907ء صفحہ 14)

11 فروری 1907ء کی مجلس میں پیش کردہ سوال کا جواب اخبار بدر میں یوں شائع ہوا:

’’(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں) ایک شخص کی عرضی پیش ہوئی کہ میں نے تھوڑی سی رقم ایک قربانی میں حصہ کے طور پر ڈال دی تھی۔مگر ان لوگوں نے مجھے احمدی ہونے کے سبب اس حصہ سے خارج کر دیا ہے۔کیا میں وہ رقم قادیان کے مسکین فنڈ میں دے دوں تو میری قربانی ہو جائے گی؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’قربانی تو قربانی کرنے سے ہی ہوتی ہے۔مسکین فنڈ میں روپے دینے سے نہیں ہوسکتی،اگر وہ رقم کافی ہے تو ایک بکرا قربانی کرو،اگر کم ہے اور زیادہ کی تم کو توفیق نہیں تو تم پر قربانی کا دینا فرض نہیں ہے‘‘

(بدر 14فروری 1907ء صفحہ 8 کالم نمبر 2)

سوال:۔عید الاضحیہ کے موقع پر کیسے جانور کی قربانی دینی چاہیئے ؟

جو جانور قربانی کے لئے خدا کے حضور پیش کئے جائیں وہ بے عیب ہونے چاہییں ۔عیب دار جانور کی قربانی کو حضورؐ نے ناجائز فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

’’ أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِي الْأَضَاحِيْ اَلْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرُ الَّتِيْ لَا تَنْقٰى۔

چارقسم کے جانور قربانی کئے جانے کے لائق نہیں ہیں،ایک تو وہ جانور جس کا کانا پن واضح طور پر نظر آتا ہو،وہ بیمار جانور جس کی بیماری نظر آتی ہو،وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہری طور پر نظر آتا ہو اور وہ کمزور اور دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں مغز تک باقی نہ ہو۔‘‘

(ابوداؤد کتاب الضحایا باب مایکرہ من الضحایا)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’قربانیاں وہ جو بیمار نہ ہوں، دبلی نہ ہوں، بے آنکھ کی نہ ہوں، کان چری نہ ہوں،عیب دار نہ ہوں، لنگڑی نہ ہوں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب تک کامل طور پر قوی قربان نہ کروگے ساری نیکیاں تمہاری ذات پر جلوہ گر نہ ہوں گی۔ اصل منشا قربانی کا یہ ہے۔ پھر جس کو مناسب سمجھا ہووے۔‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 11۔ 24مارچ 1903ء صفحہ 3تا5خطبات نور 143)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ

’’بکری بھیڑ اہل حدیث کے نزدیک 2 برس کی جائز ہے فقہاء کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

اس کے جواب میں آپؓ نے فرمایا:

’’میں آپ بکری اور دنبہ کی نسبت یہ تحقیق رکھتا ہوں کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو۔ آپ تعجب کریں گے ہمارے ملک میں بھیڑ کا نام عرب میں نہیں اور نہ شریعت میں اس کا نام ملا ہے۔عربی میں ضان اس کو کہتے ہیں جو چکی والا ہو۔ پس عرب میں مَیں نے تحققات کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس بھیڑ کو ہم نہیں جانتے اور زیادہ سے زیادہ اس کو ایک قسم کی غنم کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے مولوی ضان کا ترجمہ وہ دنبی کرتے ہیں یا بھیڑ۔ پس ہمارے ملک کی بھیڑ بکری میں داخل کر کے دو برس میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اور دنبی کو ایک برس میں اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔‘‘

(الحکم نمبر 5 جلد 9، 10 فروری 1905ء صفحہ11)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اب وہ جس مینڈھے کا ذکر تھا وہ ایک سال کا تھا اس پر رسول اللہؐ نے فرمادیا تھا کہ اس کی تمہیں اجازت ہے مگر آئندہ سے یہ دوسروں کو اجازت نہیں ہوگی۔ پس اب قانون یہی ہے کہ جانور کم سے کم دو برس کا ہونا چاہئے۔

(خطبہ عید الاضحیہ 23فروری 2002ء خطبات طاہر عیدین صفحہ نمبر 700تا701)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’قربانی کے لئے نبی کریم کو وہ نر بکرے پسند تھے، جن کے منہ اور پاؤں میں سیاہی ہو۔۔۔۔۔۔جس کا پیدائشی سینگ نہ ہو وہ بھی جائز ہے۔ ہاں جس کا سینگ آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو یا کان چِرا ہوا ہو وہ ممنوع ہے۔ علماء کا اختلاف ہے کہ دو برس سے کم کا بکرا اور ایک برس سے کم کا دنبہ جائز ہے یا نہیں؟ اہل حدیث تو اسے جائز نہیں رکھتے مگر فقہا کہتے ہیں کہ دو برس سے کم ایک برس کا بکرا بھی جائز ہے اور دنبہ چھ ماہ کا بھی۔ مومن اس اختلاف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،ضروری بات تو یہ ہے کہ انسان ان سب باتوں میں تقویٰ کو مدنظر رکھے اور قربانی کی حقیقت سمجھے،

دو چار روپے کا جانور ذبح کر دینا قربانی نہیں۔قربانی تو یہ ہے کہ خود اپنے نفس کی اونٹنی کو خدا کی فرمانبرداری کے نیچے ذبح کر دے۔

(بدر جلد 7نمبر 3۔جنوری 1908ء صفحہ 8 تا 10خطبات نور صفحہ 278-279)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 5 اگست 1922ء کو قادیان میں خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

’’قربانی کے جانور کے لئے یہ شرط ہے کہ بکرے وغیرہ دو سال کے ہوں۔دنبہ اس سے چھوٹا بھی قربانی میں دیا جاسکتا ہے۔قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہئے لنگڑا نہ ہو، بیمار نہ ہو، سینگ ٹوٹا نہ ہو یعنی سینگ بالکل ہی نہ ٹوٹ گیا ہو۔اگر خول اوپر سے ٹوٹ گیا ہو اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہوسکتا ہے۔کان کٹا نہ ہو لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو تو جائز ہے۔

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 73)

مسائل متعلقہ ذی الحجہ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

1۔ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے لیکر تیرہویں تاریخ کی عصر تک بعد سلام نماز فرض کے حسب ذیل تکبیرات کہیں اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ۔سہ دفعہ۔یہ تکبیرات بآواز بلند ہوں تو نہایت انسب ہے۔

2۔دسویں تاریخ کو سورج کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز صلوٰۃ العید جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

3۔بعد نماز عید قربانی کرنی چاہئے۔قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور بارہویں تک اتفاقاً ختم ہوتا ہے لیکن بعض کے نزدیک تیرھویں تاریخ کے عصر تک ہے۔

4۔قربانی اونٹ، گائے، دنبہ، بکرے سے ہوسکتی ہے۔ بھیڑ بھینس کو بھی حنفی علماء نے جائز رکھا ہے۔اونٹ پانچ سال کا، گائے تین سال کی، بکری دنبہ دو سال کا بشرطیکہ یہ قربانی کے حیوانات لنگڑے، اندھے، یک چشم، نہایت دبلے، کان کٹے اور بیمار نہ ہوں۔سینگ ٹوٹا بھی مناسب نہیں۔ ہاں نرخصی اور آنڈل قربانی میں یکساں ہیں۔

5۔گائے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہوسکتی ہے

6۔قربانی سنت مؤکدہ ہے۔جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو وہ ضرور کرے۔

7۔قربانی کا گوشت خواہ خود استعمال کرے چاہے صدقہ کرے اور اس کی کھال اگر گھر میں رکھے تو ایسی چیز تیار کرائے جس کو عام استعمال کرسکیں۔احمدیوں کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کھال یا اس کی قیمت صدقات میں ارسال کرنا چاہئے۔

8۔اگر دو سالہ مینڈھا یا بکرا نہ ملے تو ایک سالہ بھی ہوسکتا ہے اور دنبہ سال سے کم کا بھی ہو تب بھی جائز ہے۔

9۔اور جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہئے کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہوگیا ہے۔

(الفضل قادیان 22 ستمبر 1917ء)

سوال:۔ کیا قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا، اور صرف تین دن استعمال کرنا لازم ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآٮِٕسَ الۡفَقِيۡرَ

(الحج:29)

ترجمہ:اس قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔

اس آیت قرآنی میں اپنے افراد خاندان، اعزہ و اقارب، دوست احباب اور ضرورتمندوں کو قربانی کا گوشت بھجوانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَّبَقِيَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَإِنَّ ذَالِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُّ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا‘‘

(صحیح بخاری کِتَابُ الۡاَضَاحِیِّ بَابُ مَا یُؤۡکَلُ مِنۡ لُحُوۡمِ الۡاَضَاحِیِّ وَمَا یُتَزَوَّدُ مِنۡهَا)

حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا جو شخص تم میں سے قربانی کرے اس کو چاہیے کہ تین دن سے زیادہ اس کے گھر میں گوشت باقی نہ رہے۔اور جب دوسرا سال آیا تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم گزشتہ سال ہی کی طرح کریں۔آپؐ نے فرمایا (نہیں! بلکہ) کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع کرو۔اور گزشتہ سال چونکہ لوگوں پر تنگی تھی اس لیے میں نے چاہا تھا کہ تم اس طریقہ سے ان کی مدد کرو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’قربانیوں کے گوشت کے متعلق یہ حکم ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔چاہئے کہ خود کھائیں، دوستوں کو دیں، چاہے سکھا بھی لیں۔امیر غریبوں کو دیں، غریب امیروں کو۔اس سے محبت بڑھتی ہے لیکن محض امیروں کو دینا اسلام کو قطع کرنا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا اسلام میں درست نہیں۔امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے محبت بڑھتی ہے اور مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 5اگست 1922ء۔الفضل 17 اگست 1922ء جلد 10 نمبر 13)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سوال ہوا کہ ایک شخص نے قربانی کا گوشت گھر میں رکھ کر اس کی بڑیاں بنا لیں ہیں کیا یہ جائز ہے؟فرمایا:

’’منع تو نہیں۔حدیثوں میں اس کا ذکر آتا ہے مگر بہتر یہی ہے کہ مسکینوں کو دیا جائے‘‘

(الفضل 19 دسمبر 1915ء نمبر 71 جلد 3)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’جہاں تک قربانی کے گوشت کا تعلق ہے۔یاد رکھیں کہ اگر تیسرا حصہ اس کا اپنے لئے رکھ لیں اور باقی دو حصوں کو غربا اور مسکینوں اور دوسرے رشتہ داروں وغیرہ پر تقسیم کر دیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہے۔اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسے گوشت کو سنبھالا بھی جا سکتا ہو کچھ عرصہ کے لئے قربانی کے گوشت کو تو یہ منع نہیں ہے۔لیکن بعض حدیثوں سے صحابہ کو یہ شبہ پڑا کہ گویا تین دن کے اندر یہ گوشت تقسیم کر دینا ضروری ہے اور باقی نہیں رکھا جاسکتا اس لئے آنحضرتؐ کو اس کی وضاحت کرنی پڑی۔یہ تفصیلی حدیث اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے عبد اللہ بن واقد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضورؐ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے منع فرمایا۔یہ روایت ہے جس کی بنا پر صحابہ کو غلط فہمی ہوئی۔عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے کہی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ حضورؐ کے زمانے میں عید الاضحیٰ کے موقع پر بادیہ نشینوں میں سے گیت گانے والے آئے۔یہ گیت گانے والے کون ہیں جو مانگنے کے لئے نکلتے ہیں اور ساتھ گیت گاتے پھرتے ہیں۔آج تک یہی رواج ہے بہت سے فقراء کہ وہ گیت گاتے چلتے ہیں تا کہ ان کی آواز سن کر اہل خانہ متوجہ ہوں۔پس وہ بھی اس طرح گلیوں میں پھر رہے تھے اور گیت گا رہے تھے۔اس پر آنحضورؐ نے فرمایا تین دن تک کے استعمال کے لئے گوشت جمع کر رکھو باقی نہیں خیرات کر دو۔تو یہ ایک خاص موقع کا حکم تھا۔

اس کے بعد کی عید کی دفعہ یہ ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ! لوگ اپنی قربانی کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی ڈالتے ہیں مطلب کیا تھا؟مطلب یہ تھا کہ چربی کو وہ ممنوع نہیں سمجھتے کہ چربی بعد میں بھی رکھی جاسکتی ہے کیونکہ آپؐ نے گوشت فرمایا تھا اس لئے صحابہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھنا منع ہے اور تین دن کے اندر ہی استعمال کرلیا جائے، جتنا ہوسکتا ہے۔اس لئے وہ قربانی کی کھالوں کی مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی بھر لیتے ہیں جتنی چربی بھی میسر ہو۔حضورؐ نے فرمایا تو اب کیا ہوا ہے ان کو؟کیوں یہ ایسا کرتے ہیں؟انہوں نے کہا آپؐ نے ہی تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔اب آپؐ پوچھ رہے ہیں کیوں ایسا کرتے ہیں؟حضورؐ نے فرمایا میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آگئے تھے۔یعنی ایک ہلّہ بولا تھا ان فقیروں نے تو ان کی خاطر یہ خیال تھا کہ قربانیاں تھوڑی نہ ہو جائیں اور ان کی اشتہا، وہ جس وجہ سے وہ پھر رہے ہیں وہ پوری نہ ہو سکے اس لئے میں نے منع کیا تھا۔اب گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور خیرات کرو۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ماکان من النھی عن أکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث)

’’پس اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس حد تک آپ اپنے حصہ کے لئے قربانی کا گوشت جمع کرنا چاہیں اس کی مناہی نہیں ہے لیکن اگر ایسے غریب علاقوں میں آپ ہوں جہاں قربانی کے ساتھ ارد گرد عام بھوک ہو اور لوگ کثرت کے ساتھ بھوک سے نڈھال ہو کر فاقہ کشی کر رہے ہوں، موت کے قریب پہنچے ہیں بعض جگہ ایسے علاقے بھی ہیں، اور بعض دفعہ صبر کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں لیکن بھوک ان کو عملاً موت کے کنارے تک پہنچا دیتی ہے۔ایسی جگہ پر اگر کوئی احمدی قربانی کرتا ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ان کا خیال نہ کرے اور تین دن سے زائد اپنے لئے گوشت جمع کرلے۔تین دن بھی اس کا دل نہیں چاہے گا، وہ چاہے گا کہ ایک دو لقمے کھائے اور سب قربان کر دے مگر سنت یہی ہے اس لئے تین دن اسے ضرور اپنی قربانی کا گوشت کچھ نہ کچھ اپنے استعمال میں لانا چاہئے اور باقی جس حد تک بھی ہو سکے ایسے غریب علاقوں میں خدا کے بندوں کی خاطر خدا کی خاطر کی ہوئی قربانی کا گوشت پیش کر دیں‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 28مارچ 1999ء۔از خطبات طاہر عیدین صفحہ 649-651)

قربانی کے گوشت کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مزید فرماتے ہیں:

’’آنحضورؐ کے زمانے میں عید الاضحیٰ کے موقع پر بادیہ نشینوں میں سے کچھ گیت گانے والے آئے، یہ محتاج لوگ تھے۔حضور اکرمؐ نے فرمایا تین دن تک کھانے کے لئے گوشت جمع کرلو اور باقی نہیں خیرات کر دو تا کہ وہ بھوکے نہ رہیں۔اس کے بعد آئندہ سال صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اللہؐ! لوگ اپنی قربانیوں کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی ڈالتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا پھر کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہی تو ہمیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آ گئے تھے۔ جاؤ اور گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور اس سے صدقہ اور خیرات بھی کرو‘‘

(مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث)

اس لئے اب آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں، ضروری نہیں ہے تین۔ یہی تین دن کی حکمت رسول اللہؐ نے بیان فرمادی، آج کل تو لوگ آتے بھی نہیں باہر سے آنے والے۔ یہاں تو ملک بھی امیر ہے اور یہاں تو قربانی کے بعد تقسیم کرنے کے لئے بھی آدمی ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ اس لئے آپ بڑے شوق سے رکھ لیا کریں قربانی کا گوشت۔ لیکن زیادہ دیر فریج میں رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔ وہ کنجوسی ہے۔ جس حد تک ممکن ہو اس کو تقسیم کر دیا کریں‘‘

(خطبہ عید الأضحیہ 12فروری 2003ء۔ از خطبات عیدین 709تا710)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ دوسری صبح عید کے دن مولوی عبدالکریم صاحب نے اندر جا کر تقریر کرنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ ’’خدا نے ہی حکم دیا ہے‘‘ اور پھر فرمایا کہ

’’رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔ میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شاید یہی مجمع ہو۔ (یعنی عید کا)‘‘

پھر یہ بھی رپورٹس میں ہے کہ ’’جب حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو حضور نے یَاعِبَادَ اللّٰہِ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا۔ اثناء خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ ’’اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں‘‘ (یعنی ساتھ ساتھ لکھتے جاؤ۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہیں آیا تو ابھی پوچھ لینا)

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں، حضرت اقدس نے فرمایا کہ

’’اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو مَیں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لیے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر مَیں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا، تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق قبول ہوگئیں ...‘‘

آپ نے یہ فرمایا اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ شروع ہوا۔‘‘ ...ابھی مولانا عبدالکریم صاحب ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ حضورؑ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرتِ اقدسؑ نے فرمایا۔

’’ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ ’’مبارک‘‘ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 324-325)

یہ رپورٹ الحکم میں شائع ہوئی تھی جو ملفوظات میں بھی درج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ’’نزول المسیح‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

’’عید اضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو۔ چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُرمعانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی۔ اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔ یہ تقریر وہ ہے جس کے اِس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 588)

(خطبہ جمعہ 11/ اپریل 2014ء)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بعض اچھے پڑھے لکھے لوگ اور صحافی حضرات بھی عیدالاضحیہ کو عیدالضحیٰ بولتے اور لکھتے پائے جاتے ہیں جس کے معانی چاشت کے ہیں۔ جو سراسر غلط العام ہے۔ یہ عید قربانیوں کی عید ہے اور قربانیوں کے لیے الاضحیٰ یا الاضحیہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

آج کی دعا

عید مبارک دینے کے لئے درست الفاظ

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کے روز مل کر کہا تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ہماری عبادتیں، قربانیاں اور دعائیں) قبول فرمائے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دعائیہ الفاظ کو پسند کرتے ہوئے دہرایا اور فرمایا۔ ہاں! اللہ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے۔

(مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 206)

(ادارہ الفضل انہیں مبارک الفاظ میں قارئین کی خدمت میں عید کے موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔)

طلوع وغروب آفتاب

17جولائی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:22	19:05
مدینہ منورہ	04:14	19:12
قادیان	03:58	19:34
ربوہ	03:38	19:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:38	21:10